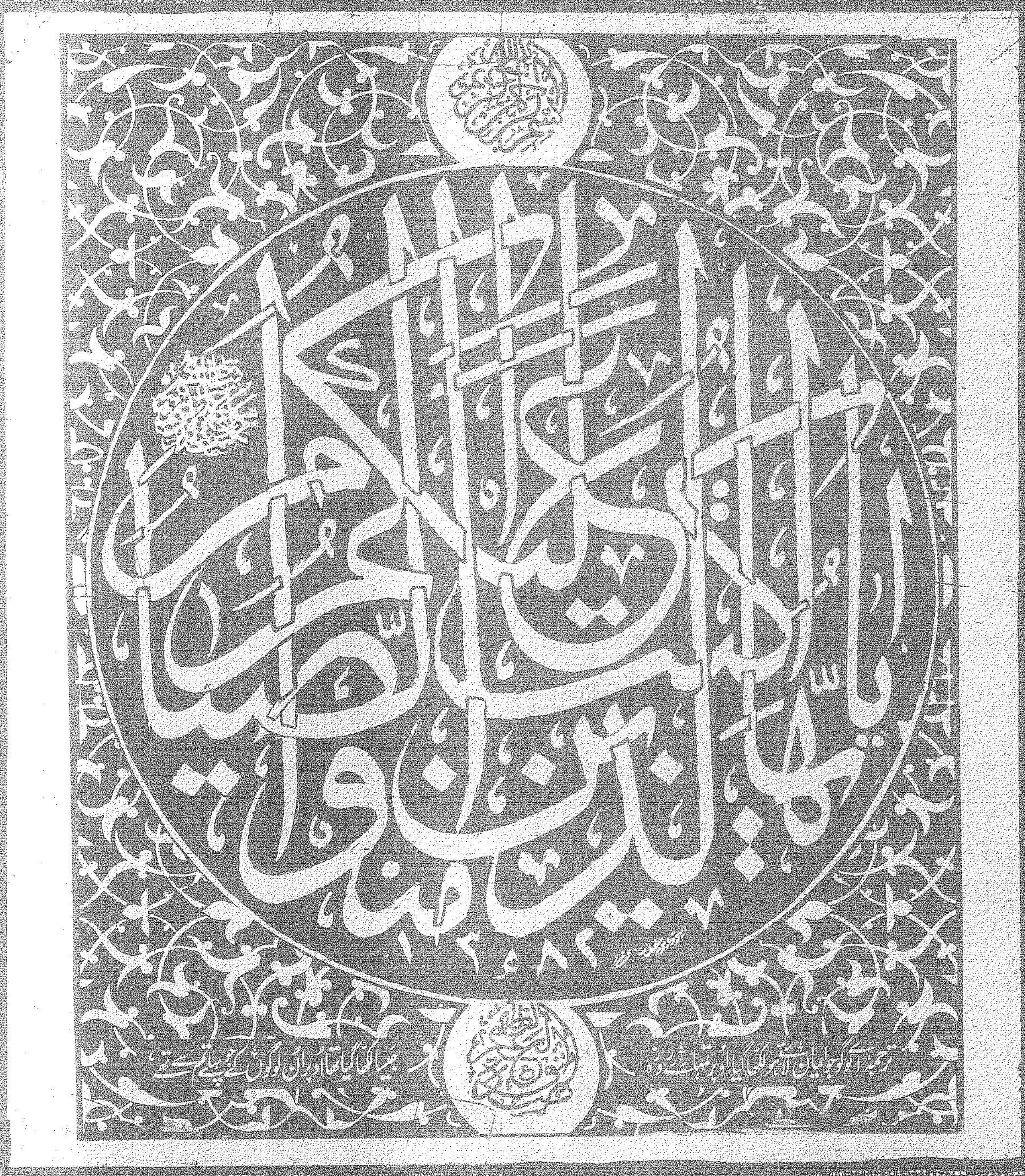
ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور
پاکستان

بانی:
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی رحمہ اللہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عبید اللہ انور



جلد نمبر ۱۹
شمارہ نمبر ۱۹

۵ اکتوبر ۱۹۷۳ء
۷ رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ

قیمت فی شمارہ ۴۰ پیسے

مطبوعہ انجمن خدام الدین

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

تحریر: مولانا حافظ عبدالکریم مہتمم مدرسہ عربی نجم المدارس - کلاچی

فضیلت رمضان المبارک

مشکوٰۃ شریف کتاب الصوم کی روایت ہے۔ عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا کَانَ اَوَّلُ لیلۃٍ مِنْ شھرِ رَمضان صُفِّدتِ الشیاطین ومردۃُ الجن وغُلِّقت ابواب النار فلم یُفتح منھا بابٌ وفُتحت ابواب الجنۃ فلم یُغلق منھا بابٌ وینادی منادٍ یا باغی الخیرِ اَقبِلْ وَیا باغیَ الشرِّ اقصر وللہ عُتقاءُ من النار وذالک کل لیلۃٍ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے رمضان شریف کی پہلی ہی رات سے شیطانوں اور سرکش جنات کو جکڑ لیا جاتا ہے۔ اور دوزخ کے دروازوں کو بند کر دیا جاتا ہے۔ اور ان میں سے کوئی بھی دروازہ (آخر رمضان تک) نہیں کھلنے پاتا۔ اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے (سارا مہینہ) کوئی دروازہ بھی بند نہیں کیا جاتا۔ اور آواز دینے والا (ایک فرشتہ) آواز دیتا رہتا ہے۔ اے نیکی کرنے والے بڑھ اپنی نیکیوں میں اور اے برائی کرنے والے رک جا (برائیوں سے) اور اللہ تعالےٰ رمضان شریف کی ہر رات (بہت سے گنہگاروں کو) دوزخ سے آزاد فرماتے رہتے ہیں۔

فائدہ: سرکش شیطان باندھ دیے جاتے ہیں اور یہ جو ہم سے ماہ رمضان شریف میں غلطیاں اور کوتاہیاں ہوتی رہتی ہیں یہ چھوٹے شیطانوں کے ورغلانے سے یا برے ساتھیوں کے بہکانے سے یا گزشتہ گناہوں کے اثرات سے سرزد ہوتی رہتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ بری سنگت اور گناہوں کے برے نتائج سے ہم سب کو محفوظ رکھیں۔ آمین!

روزہ اور قرآن مجید کی شفاعت

عن عبد اللہ بن عمروؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الصِّیَامُ والقرآنُ یشفعان للعبد یقول الصیام ای رَبِّ اِنِّی مَنَعْتُہٗ الطعام والشھوٰت بالنھارِ فشفِّعْنِی فیہ ویقول القرآنُ منعتُہُ النومَ باللیل فشفِّعنی فیہ فیشفَّعان۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے روزہ اور قرآن مجید یہ دونوں (قیامت کے دن) شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا یا اللہ! میں نے اس کو دن میں کھانے پینے اور خواہشات نفسانی پورا کرنے سے روکے رکھا تھا اور قرآن مجید کہے گا۔ میں نے اس کو رات کو آرام کرنے نہیں دیا تھا۔ اس لیے اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پھر دونوں کی شفاعت قبول کر لی جائے گی۔

فائدہ: روزہ اور تلاوت قرآن مجید اور اسی طرح کے تمام نیک کاموں کو اللہ تعالےٰ قیامت کے دن بڑی خوبصورت اور حسین شکل عطا فرمائیں گے اور پھر وہ زبان قال سے بھی شفاعت کر سکیں گے۔

افطاری دینا

من فطّر فیہ صائمًا کان لہ مغفرۃً لذنوبہ وعتق رقبتہ من النار وکان لہ مثل اجرہ من غیران ینتقص من اجرہٖ شیئٌ۔

ترجمہ: حضرت سلمان فارسیؓ کی روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن فضیلت رمضان شریف پر تقریر فرمائی۔ جس میں ایک بات یہ بھی تھی کہ جس نے روزہ دار کو افطاری دی اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے، اس کی گردن دوزخ سے چھوٹ جائے گی اور اس کو روزہ دار جتنا ثواب ملے گا۔ بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی نقصان آئے۔

فائدہ: یہ اس صورت میں ہے جب کہ افطاری دینے والا خود بھی روزہ دار ہے تو اس کا ثواب دگنا ہو جائے گا یا خود اس پر اس وقت بوجہ سفر یا مرض وغیرہ کے روزہ رکھنا فرض نہیں تھا یا روزہ دار نے نفلی روزہ رکھا ہوا تھا۔ اور اگر افطاری دینے والے نے باوجود فرض ہونے اور عذر شرعی نہ ہونے کے خود تو روزہ نہیں رکھا اور افطاری دے دی۔ تو اگرچہ یہ بے فائدہ تو نہیں کیا عجب روزہ دار سے محبت اور اس کی خدمت کے عوض اللہ تعالےٰ خوش ہو کر اسے سچی توبہ کی توفیق عطا فرما دیں۔ تاہم صرف افطاری دینے سے اس کا فرض ادا نہیں ہو جاتا۔ خوب سمجھ لو۔

شک کے دن روزہ رکھنا

عن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ قال من صام الیوم الذی یُشکُّ فیہ فقد عصٰی ابا القاسم صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جس نے شک کے دن روزہ رکھا اس نے ابوالقاسم یعنی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔

فائدہ: شک کے دن سے شعبان کی تیسویں تاریخ مراد ہے یعنی جس میں یہ بھی احتمال ہے کہ شعبان ۲۹ کا ہو اور کہیں چاند نظر آگیا ہو۔ مگر اس شہر میں عام رویت نہ ہوئی ہو اور یہ بھی احتمال ہو کہ یہ شعبان کی تیسویں تاریخ ہو اور چاند نظر نہ آیا ہو۔ اس دن کا حکم یہ ہے کہ کچھ دن چڑھے تک انتظار کی جائے۔ کچھ کھایا پیا نہ جائے۔

اگر کوئی ثبوت مل گیا تو روزہ رکھ لیا جائے اور کوئی ثبوت نہ مل جائے تو پھر بلا تکلف کھایا پیا جائے۔ جب ثبوت نہیں ملا تو ایک روزہ بڑھا کر فرض میں صورۃً زیادتی نہ کی جائے۔ عام لوگ اس دن روزہ رکھنے کو زیادہ اچھا سمجھتے ہیں جو کہ صحیح نہیں ہے۔ اس میں ایک بڑی خرابی یہ بھی مشاہدہ میں آئی ہے کہ جب چند لوگوں نے اس طرح کا روزہ رکھ لیا تو دوسرے شہر میں نقل کرنے والے اڑا دیتے ہیں کہ فلاں جگہ تو روزہ ہے اور پھر اپنے حساب سے تیس روزے پورا کر کے رمضان المبارک کے تیسویں دن شور مچاتے ہیں کہ تیس پورے ہو گئے اب کیسا روزہ۔ اور پھر بلا ثبوت عام افواہوں سے عید منانے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے۔

ثبوت ہلال

عن ابن عباسؓ قال جاء اعرابیٌّ الی النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی رأیت الھلال یعنی ھلال رمضان فقال اتشھد ان لا الٰہ الا اللہ قال نعم قال اتشھدُ انَّ محمدًا رسول اللہ قال نعم قال یا بلال اَذِّن فی الناس ان یصوموا غدًا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

... عبید اللہ انور ... چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا ...

خدام الدین

۵ اکتوبر ۱۹۷۳ء
۷ رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ

جلد ۱۹ شمارہ ۱۹

منددرجات

رئیس الادارہ
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبید اللہ انور
مدیر
مجاہد الحسینی

سردار عبدالقیوم اور مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کا مسئلہ

اس سلسلہ میں تاخیر نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے!

اے پی پی کی خبر کے مطابق آزاد کشمیر کے صدر سردار عبدالقیوم خاں نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ انہوں نے پاکستان کے ممتاز علماء کرام سے شرعی قوانین کے نفاذ، اور اسلامی یونیورسٹی قائم کرنے کی بابت مشورہ کیا ہے اور آئندہ ماہ اکتوبر میں ممتاز محققین، عالم قانون دانوں، اور ماہرین تعلیم کا کنونشن طلب کیا جائے گا۔

سردار عبدالقیوم خاں نیک اور اچھی شہرت کے مالک شخص ہیں انہوں نے برسر اقتدار آنے سے قبل اور بعد میں قوم کے سامنے وعدوں کی ایک فہرست پیش کی تھی اور آزاد کشمیر میں اسلامی قوانین کے نفاذ کا بھرپور یقین دلایا تھا۔

گزشتہ چند ماہ کی بات ہے کہ آزاد کشمیر اسمبلی کے اراکین نے حکومت آزاد کشمیر سے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور آزاد کشمیر کے علاقہ میں تبلیغ مرزائیت کی ممانعت کے سلسلہ میں ایک قرارداد منظور کی تھی۔ جس کا پورے ملک میں زبردست خیر مقدم کیا گیا۔

ہم نے خدام الدین مورخہ ۱۱ مئی ۱۹۷۳ء میں اراکین اسمبلی کی خدمت میں ہدیہ تحسین و تبریک پیش کرتے ہوئے صدر آزاد کشمیر سردار عبدالقیوم خاں کی خدمت میں گذارش کی تھی کہ سرکاری بل کی صورت میں قرارداد پیش ہونے کے بعد صدر حکومت جلد اس کی توثیق فرما دیں تاکہ اسے قانونی درجہ دیا جا سکے۔ مگر یہ افسوسناک حقیقت ہے کہ سردار عبدالقیوم خاں نے اس قرارداد کی منظوری کے باوجود اب تک تغافل اور تاخیر سے کام لیا ہے اور کشمیری عوام کے متفقہ فیصلے کے باوجود اس قرارداد کی توثیق اور صدارتی دستخطوں کی صورت میں اسے قانونی شکل دینے کا مرحلہ ہنوز معرض التوا میں پڑا ہوا ہے۔ ممکن ہے کہ سردار صاحب کی راہ میں قادیانی اثر و رسوخ اور بعض بڑی طاقتوں کی براہ راست مداخلت حائل ہو اور سردار صاحب مجبوریوں کی بنا پر تاخیر سے کام لینے پر مجبور ہوئے ہوں — لیکن ہماری نگاہ میں یہ رکاوٹیں کشمیری عوام کے متفقہ فیصلے کے آگے قطعاً کوئی حیثیت نہیں رکھتی ہیں۔ اس کا مطلب تو یہ ہوگا کہ سردار صاحب عوامی فیصلے پر عملدرآمد میں ناکام ہو گئے ہیں۔ سردار صاحب نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے عوامی مطالبے کو ثانوی درجہ میں رکھ کر اب اسلامی یونیورسٹی کے قیام اور دیگر اقدامات کے سلسلہ میں علماء کرام سے مشاورت کی خواہش ظاہر کی ہے۔

یہ کام بھی اچھا ہے اور اس کی بھی ضرورت ہے سردار صاحب علماء کرام سے ضرور مشورہ کریں اور ایک کے بجائے دس اسلامی یونیورسٹیاں قائم فرمائیں۔ علماء کا بورڈ قائم کریں۔ ان سے درس قرآن و حدیث سنیں۔ خود بھی جمعہ کے موقع پر اور دیگر بڑے بڑے جلسوں میں تقریریں کریں۔ نعروں کی فضا میں وقت گذاریں۔ اپنے دفتروں میں سلوار قمیض کا لباس رائج کریں وہ سب کچھ کریں۔ لیکن خدا کے لیے وہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے میں تاخیر سے ہرگز کام نہ لیں، سردار صاحب اب تک بہت کچھ کر سکتے تھے کم از کم وہ خطہ آزاد کشمیر میں مرزائیت کی تبلیغ اور ان کا خلاف اسلام لٹریچر ممنوع قرار دے سکتے تھے اس طرح کے اقدامات میں انکے سامنے آخر کونسی رکاوٹ ہے؟

سردار عبدالقیوم صاحب کے بارے میں لوگ بہت سی باتیں کر کے شکوک و شبہات کی فضا پیدا کر رہے ہیں خدا کے فضل و کرم سے ہم سردار صاحب کی ذات کے بارے میں کسی قسم کے شک اور بدگمانی میں مبتلا نہیں ہیں۔

سردار قیوم خاں سے ہمارے نیازمندانہ مراسم ہیں اور ان کے انتخابی مرحلہ میں جو خدمات ہم نے انجام دی ہیں سردار صاحب ان سے بخوبی واقف ہیں۔ ہم مسئلہ ختم نبوت کے ساتھ وفاداری — اور سردار عبدالقیوم کے ذاتی فائدے کو ملحوظ رکھ کر یہ ضرور کہیں گے کہ سردار صاحب گومگو اور کشمکش کو ترک کر کے دوٹوک فیصلہ کریں اور عوامی فیصلے کی توثیق کا فریضہ غفلت اور تاخیر کے سرد خانے کی نذر نہ کریں اور عوام کی حمیت و غیرت اسلامی کا زیادہ امتحان نہ لیں جاں نثاران محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اب کسی قسم کی تاخیر برداشت نہیں کر سکتے۔ ان کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا تو اچھا نہ ہوگا

شاعر سے معذرت کے ساتھ۔

تمہیں خبر نہیں شاید کہ دین حق کا چراغ
ہوائے تند کے باوصف جلتا رہتا ہے
"صدارتوں" کے مقدر پہ ناچنے والو!
"صدارتوں" کا مقدر بدلتا رہتا ہے

مجاہد الحسینی
۲۵ ستمبر ۱۹۷۳ء

پاکستان میں مرزائی سلطنت کا خواب

کور کمانڈر لیفٹیننٹ عبدالحمید خاں کا تردیدی بیان تمام اخبارات میں شائع ہوا ہے جس میں انھوں نے کہا ہے کہ

بعض حلقوں کی جانب سے میرے متعلق اس قسم کا پروپیگنڈا کیا گیا ہے کہ میں قادیانی گروہ سے تعلق رکھتا ہوں۔ یہ بے ہودہ پروپیگنڈا اور لغویات ہے۔ میں صحیح العقیدہ سنی مسلمان ہوں۔ میرا قادیانی فرقہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔"

کچھ عرصہ سے قادیانی فرقہ کے لوگوں نے ایک خاص منصوبہ کے تحت یہ انداز کار اختیار کر رکھا ہے کہ وہ بڑی بڑی شخصیات اور عظیم المرتبہ افراد کو قادیانی ظاہر کرکے یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ہماری جماعت اور ہمارا فرقہ اب برسرِ اقتدار آیا ہی چاہتا ہے۔ چنانچہ اس تاثر کے لیے خاص طور سے پاکستان کے بڑے بڑے عہدیدار فوجی اور سول افسروں کے ناموں کی وسیع پیمانہ پر تشہیر کی گئی اور کی جارہی ہے۔ قادیانیوں کی اس مہم میں اور تو اور ہماری بعض دینی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے افراد بھی ناوانستہ طور سے شریک اور مددگار کا کردار ادا کر رہے ہیں اور انہوں نے بھی یہ پروپیگنڈا شروع کر دیا ہے کہ فلاں صاحب مرزائی ہو گئے ہیں حتیٰ کہ صدر مملکت سے لے کر ان کے وزراء، سیکرٹریوں، اسمبلی کے ممبروں اور سیاسی رہنماؤں کی ایک پوری کھیپ کو "حلقہ بگوش احمدیت" ثابت کرنے کے لیے دُور دُور کے رشتے اور دُور دُور کے تعلقات کے سہارے لیے جارہے ہیں اور نوبت باین جا رسید کہ عموماً بلا سوچے سمجھے اچھے اچھے لوگ بھی قادیانیوں کے گمراہ کن پروپیگنڈے سے متاثر دکھائی دیتے ہیں، حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ قادیانیت اور احمدیت و مرزائیت سے لوگوں کو اس قدر نفرت ہے کہ اگر بڑے آدمی کی ذات کو اس فرقہ سے متعلق قرار دینے کی غلطی بھی سرزد ہو جاتی ہے تو وہ فوراً برأت کا اظہار کر دیتا ہے اور اس گمراہ اور غیر اسلامی فرقہ کے ساتھ وابستگی کوئی شخص بھی برداشت نہیں کر سکتا۔

قادیانیوں نے سابق صدر محمد ایوب خاں سے لے کر ذوالفقار علی بھٹو تک سب کی ذات کو قادیانی فرقہ کے ساتھ ملوث کرنے کی کوشش کی مگر سب نے اس سے اپنا دامن بچانے کا اعلان کیا کیونکہ وہ اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ اسلامیانِ پاکستان ہی نہیں پوری دنیا کے اسلام منکرینِ ختم نبوت کے اس گروہ کو مسلمان نہیں سمجھتی ہے اور انگریزوں کے اس خود کاشتہ پودے کو بیخ وبُن سے اکھاڑ پھینکنے کا فیصلہ کر چکی ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ قادیانیت (احمدیت و مرزائیت) سعودی عرب، متحدہ عرب جمہوریہ مصر، لیبیا، شام انڈونیشیا، ایران، افغانستان وغیرہ ممالک اسلامیہ میں خلاف قانون ہے۔

بہر نوع ـــــ بعض بڑے بڑے فوجی افسروں کی بابت ان کے قادیانی ہونے کا جو پروپیگنڈا کیا جاتا ہے اگرچہ ایک حد تک یہ بات صحیح ہے کہ مسلم لیگی دورِ حکومت اور خصوصیت کے ساتھ سر ظفر اللہ خاں کی وزارتِ خارجہ کے دور میں قادیانیوں نے فوج کے کلیدی عہدوں پر وسیع پیمانہ سے قبضہ و تسلط جما لیا تھا اور دوسرے محکموں کی بہ نسبت فوج میں قادیانیوں کا اثر و نفوذ زیادہ ہو گیا ہے۔ مگر اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ فوج میں حضور خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں اور عشاقِ رسولِ آخر الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سرے سے وجود ہی باقی نہیں رہا فوج میں اگر قادیانی افسروں کی کھیپ موجود ہے تو ان کا محاسبہ و تعاقب کرنے والی اور ان کی خطرناک سرگرمیوں کی گرفت کرنے والے فرزندانِ اسلام کی بہت بڑی تعداد بھی وہاں موجود ہے اور وہ قادیانیوں کی سازشوں اور پراسرار حرکات و سکنات سے قطعاً بے خبر نہیں ہیں۔ قادیانی خواہ کچھ کر لیں اور واقعتہً مرزائی افسروں کے ساتھ ساتھ بے دین قسم کے دیگر افراد کی ہمدردیاں بھی حاصل کر لیں اور بڑے بڑے عہدوں پر فائز لوگوں کی ذات کے ساتھ "احمدیت" کو جتنا چاہیں وابستہ کرنے کی کوشش فرمالیں پاکستان کے عوام کسی مرزائی کو سربراہ مملکت کی حیثیت سے یا پاکستان کو ایک مرزائی ریاست کے اعتبار سے ہرگز ہرگز برداشت نہیں کریں گے خدانہ کرے، خدانہ کرے ـــ اگر پاکستان کے عوام پر کبھی ایسا برا وقت آنے کا شائبہ بھی ہوا تو سمجھ لینا چاہیے کہ وہ وقت "اسلامی جمہوریہ پاکستان" پر نہیں کسی لادینی ریاست یا کسی کمیونسٹ سٹیٹ پر ہوگا "اسلامی جمہوریہ پاکستان" اور یہاں کے مسلمان باشندے خدا کے فضل و کرم سے جب تک زندہ ہیں یہ سرزمین مرزائی ریاست میں ہرگز ہرگز تبدیل نہیں ہونے دی جائے گی۔

● پریس برانچ بلڈنگ کی حالتِ زار

پریس برانچ سول سیکرٹریٹ لاہور کی تاریخی اور دفتری حیثیت محتاجِ تعارف نہیں لیکن اس حقیقت کے اظہار میں ہم نہایت کوفت محسوس کر رہے ہیں کہ پریس برانچ بلڈنگ کی شکستہ اور نہایت خطرناک حالت دیکھ کر خوف آنے لگتا ہے۔ ہمیں ایسی ناگفتہ بہ حالت بلڈنگ میں بیٹھ کر کام کرنے والے عملہ کے حوصلے کی داد دینا پڑتی ہے کہ وہ بلا خوف و خطر پورے انہماک سے کام کر رہے ہیں۔ اور اپنے فرائض منصبی پوری خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دے رہے ہیں۔

پریس برانچ چونکہ سول سیکرٹریٹ کے آخری حصہ میں واقع ہے غالباً ارباب اقتدار کو وہاں تک پہنچنے اور اس علاقہ کی خستہ حالی ملاحظہ کرنے کا موقع یا فرصت نہیں ملتی ہے۔

ہم وزیر اطلاعات پنجاب چوہدری ممتاز احمد کاہلوں کی خدمت میں گذارش کریں گے کہ وہ اپنی گوناگوں مصروفیات سے وقتِ فراغت نکال کر پریس برانچ کے تمام شعبوں خصوصاً ریکارڈ روم کا ضرور معائنہ فرمائیں۔ سیکرٹریٹ کے ابتدائی حصے کی تعمیر جدید اور اس کی شکست و ریخت پر تو سالانہ ہزاروں روپے صرف کیے جاتے رہیں۔ لیکن ایک تاریخی نوعیت کے دفتر کی مرمت اور تعمیر جدید تو درکنار اس کی سفیدی کی بھی نوبت نہیں آئی۔ کیا اربابِ اختیار کسی ناگفتنی صورتِ حال کی انتظار میں بیٹھے ہیں کہ یہ شکستہ حالت بلڈنگ زمین بوس ہو تو اس کی تعمیر جدید کا مرحلہ طے کیا جائے۔ اربابِ اختیار اور متعلقہ محکمہ کے سربراہوں کو اس طرف فوری توجہ مبذول کرنی چاہیے۔

پاکستان کے ہوائی جہاز میں سینما؟

ایک خبر ہے ـــــــ پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائنز کارپوریشن نے ایک امریکی کمپنی کے ساتھ جو ڈی۔سی ۱۰ طیارے خریدنے کا معاہدہ کیا ہے۔ ان میں مسافروں کے "شوقِ سینما بینی" کا اہتمام بھی ہوگا۔ اس سلسلے میں پی۔آئی نے نیویارک کی ایک فلم کمپنی سے معاہدہ بھی کر لیا ہے جو اس دیو قامت طیارے میں پروجیکٹر اور دیگر مشینری کی تنصیب کا کام کرے گی۔ اس طیارے میں مسافروں کے لیے سال میں ۲۰۰ فلمیں درآمد کی جائیں گی۔ پی۔آئی۔اے کے اعلان میں کہا گیا ہے کہ پاکستانی فلمیں دکھانے کا بھی اہتمام کیا جا سکتا ہے۔ اس فضائی سینما گھر کے عملہ کی تربیت کے لیے مذکورہ فرم اپنے ماہر پاکستان بھیجے گی۔"

"اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ان طیاروں کی بابت ایک مدت سے یہ بات سننے میں آرہی ہے کہ ان میں "شراب نوشی" کا زبردست اہتمام ہوتا ہے اور صرف غیر مسلم مسافروں کے لیے ہی نہیں "خالص پاکستانی" شرابیوں کی خواہش کا بھی احترام کیا جاتا ہے۔ شراب کے ساتھ ساتھ اب ہوائی جہازوں میں "سینما" کا اہتمام بھی کیا جارہا ہے۔ آگے دیکھیے کہ بات شراب و کباب سے شباب تک کب پہنچتی ہے؟

"ہوائی جہاز" زمین اور آسمان کے درمیان معلق ہوتے ہیں۔ سفر نہایت خطرناک ہوتا ہے ہمہ وقت خوف کے پہرے ہوتے ہیں۔ ایسے ماحول میں خداوند قدوس کی حمد و ثنا کرنے اس کا ذکر کرنے اور قرآن مجید کی تلاوت کی

درخشاں اوراق

...... اور دارین فتح ہو گیا

تحریر: عبدالرشید انصاری

الا ابلغ ابا بکر رسولا
وفتیان المدینۃ اجمعینا

حضرت ابوبکرؓ کو ہمارا پیغام پہنچا دو اور مدینہ کے تمام بہادر جوانوں کو

فهل لکم الی قوم کرام
تحود فی جواثا محصوبینا

کہ کیا تمہیں ان شریف لوگوں کا خیال ہے؟ جو جواثا میں قید ہوئے بیٹھے ہیں۔

توکلنا علی الرحمٰن انا
وجدنا النصر للمتوکلینا

ہم نے خدائے رحمان پر بھروسہ کر لیا ہے ہمارا کامل یقین ہے کہ نصرت غیبی متوکلین کے لیے ہے۔

حضرت عبداللہ بن حذف کی یہ منظوم درخواست جانشین پیغمبر اسلام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو موصول ہوئی تو معلوم ہوا کہ بحرین میں قبیلہ بنو بکر کے مرتدین نے مسلمانوں کو قیدی بنا لیا ہے۔ خلیفۃ المسلمین اور جمیع مومنین بے قرار ہو گئے — محصور مسلمانوں کی رہائی اور باغی مرتدین کی سرکوبی کے لیے فوری تدبیر عمل میں لائی گئی صحابی رسولؐ حضرت علاء بن الحضرمیؓ کی زیر قیادت مجاہدین اسلام کا ایک لشکر مدینہ منورہ سے روانہ ہوا۔ اس لشکر میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی بھی شامل تھے۔ بحرین پہنچ کر جواثا سے دور غروب آفتاب کے بعد مجاہدین نے پڑاؤ ڈالا۔ تو دفعتہً اونٹوں میں وحشت پھیل گئی۔ مجاہدین ابھی پانی کے مشکیزے اور دوسرا سامان اتارنے بھی نہ پائے تھے کہ تمام اونٹ جنگل میں ادھر ادھر بھاگ گئے۔ اہل قافلہ پریشان ہو گئے۔ اب کیا بنے گا — آبادیوں سے دور، بے سروسامان، دشمن کا علاقہ اور تاریک رات، کھانے کے لیے کچھ نہ پینے کے لیے پانی، سیاہ رات میں موت کے بادل فضاؤں میں تیرتے نظر آنے لگے۔ دشمن حملہ آور ہو جائے تو بے ہتھیار مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ دن بہر حال طلوع ہو گا۔ ریگستان تپ جائے گا، آفتاب آتش بار ہو گا، بھوکے پیاسے پانی اور خوراک کے بغیر کیسے جئیں گے؟ بغیر سواری کے کیسے اور کہاں جائیں گے؟ اپنی فکر چھوڑیے، جیسے گذرے گی گذار لیں گے۔ بحرین کے سرکش مرتدین مقید مسلمانوں پر من مانے مظالم ڈھائیں گے۔ ظلم کے ہاتھ کیسے رکیں گے مظلوموں کی آہ و فریاد سننے والا بھی کوئی نہ ہو گا۔ مسلمانوں کو خاک و خون میں تڑپایا جائے گا۔ دربار مدینہ میں خبر پہنچنے تک نامعلوم جواثا میں کتنے حادثے گذر چکے ہوں گے — قافلۂ اسلام پر غم واندوہ کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔

لیکن سپہ سالاری کے لیے حضرت علاءؓ کا انتخاب فراست صدیقی کا انتخاب تھا — یہ حالت دیکھ کر حضرت علاءؓ سب ساتھیوں سے مخاطب ہوئے اور دریافت فرمایا۔ کہ آپ لوگ آخر اتنے پریشان ... اور تائید غیبی سے مایوس ... کیوں ہیں ہماری ... پریشانی کی ... وجہ ظاہر ... ہے صبح دھوپ ... اتنی تیز ہو گی کہ ہم اسے ... دھوپ میں یقیناً ہلاک ہو جائیں گے۔ سب نے جواب دیا۔

یہ سن کر حضرت علاءؓ نے استفسار فرمایا —

اَلَسْتُمْ مُسْلِمِیْنَ؟ اَلَسْتُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ؟
اَلَسْتُمْ اَنْصَارَ اللّٰہِ؟

کیا تم مسلمان نہیں ہو؟ کیا تم اللہ کی راہ میں نہیں آئے؟ کیا تم اللہ کے دین کی مدد کے لیے نہیں جا رہے ہو؟

قَالُوْا بَلٰی۔ سب نے اثبات میں جواب دیا۔

پھر آپؓ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔

فَاَبْشِرُوْا فَوَاللّٰہِ لَا یَخْذُلُ اللّٰہُ مَنْ کَانَ فِیْ مِثْلِ حَالِکُمْ۔

پھر میں تمہیں خوشخبری سناتا ہوں۔ قسم خدا کی اللہ ایسے لوگوں کو ذلیل و رسوا نہیں کرتا جن کا عزم و عمل تم جیسا ہو۔

غازیان اسلام کے لئے
نصرتِ خداوندی
بحر و بر میں ہر جگہ پہنچی

اسی شوق و اضطراب کی کشمکش میں رات بیت گئی۔ صبح صادق طلوع ہونے کے ساتھ مؤذن نے اذان دی، صف بندی ہوئی اور نماز ادا کی گئی اور سب نے دعا کے لیے بارگاہ ایزدی میں ہاتھ پھیلا دیے۔ آج کے مسلمان ہوتے تو نامعلوم اس وقت خدائے ارحم الراحمین سے مسلمانوں سے بیوفائی کے کتنے شکوے کرتے اور اللہ تعالیٰ کے انعامات و احسانات کو یکسر فراموش کر کے رضائے الٰہی کے بجائے عذاب الٰہی کے سزاوار قرار پاتے۔

مگر یہ جماعت مجاہدین جس کی اکثریت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر مشتمل تھی ایسی پختہ ایمان مقدس جماعت تھی کہ ان کی دعا کے استقبال کے لیے قبولیت عرش بریں سے چل کر آئی۔ فرشتوں نے سلام بھیجا اور رحمت الٰہی کا سمندر جوش میں آ گیا۔

اللہ اکبر ؎

کسی انسان سے ہوتے ہیں گریزاں انساں
کسی انساں کو فرشتوں کے سلام آتے ہیں

دعا جاری ہے آنکھوں سے آنسو موتیوں کی طرح ٹپک رہے ہیں۔ خشیت الٰہی سے دلوں کی دھڑکنیں تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی ہیں۔ ایک آدمی اٹھ کر چل دیا اسے جنگل میں چمکتی ہوئی کوئی چیز دکھائی دی تھی۔ لیکن یہ ریت تھی۔ جانے والا واپس آ گیا۔ دعا جاری رہی زبانیں خدائے وحدہٗ لاشریک کی حمد و توصیف میں زمزمہ سرا اور اپنے عجز و درماندگی کا اعتراف کر رہی تھیں۔ جنگل میں ایک طرف چمک سی نمودار ہوئی۔ فکذالک پھر وہی قصہ تھا تاریکی چھٹی جا رہی تھی۔

ثُمَّ لَمَعَ لَھُمْ اٰخَرَ۔ پھر تیسری بار زمین پر تیز روشنی پھیلتی نظر آئی تو دیکھ کر آنے والے نے خوشخبری سنائی الماء پانی۔

فقاما الناس دعا سے فارغ ہو کر قافلہ پانی کے چشمے پر جا پہنچا۔ رات بھر کے پیاسوں کی تشنگی ختم ہوئی سب نے سیر ہو کر پانی پیا اور خوب نہائے۔ ریتلے ٹیلوں کی اوٹ سے سورج طلوع ہو رہا تھا کہ یہ دیکھ کر خوشیوں کی انتہا نہ رہی۔ رات کے بھاگے ہوئے اونٹ مختلف اطراف سے خود ہی چلے آ رہے ہیں۔ نصرت خداوندی اور تائید الٰہی کا یقین تو سب کو پہلے سے تھا اب مشاہدہ ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا کہ:

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ

اگر تم اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے اٹھ کھڑے ہو گے تو اللہ تمہاری مدد ضرور کرے گا اور دشمن سے نبرد آزما ہونے کے لیے تمہیں ثابت قدمی کے ہتھیاروں سے مسلح کر دے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا برتن پانی سے بھر کر چشمے کے پاس رکھ دیا۔

واپسی پر دیکھا تو برتن وہاں موجود تھا لیکن چشمے کا نام و نشان نہ تھا۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا یہ چشمہ ہمارے لیے اسی طرح خدا تعالےٰ کی غیبی تائید تھی جس طرح کہ بنی اسرائیل کے لیے من و سلویٰ نازل ہوا تھا یہ ہمارے لیے "من" تھا۔

صحابہ کرامؓ اور تابعین کی یہ جماعت شکر الٰہی بجالاتی ہوئی یہاں سے روانہ ہوئی۔ جواثا پہنچ کر دشمن سے سخت مقابلہ ہوا۔ مؤرخ اسلام حضرت مولانا حبیب الرحمٰن عثمانیؒ "اشاعت اسلام" میں لکھتے ہیں :۔

"مرتدین کو اس جگہ کامل شکست ہوئی۔ اکثر نوجوان ہیں کے مقتول ہوئے اور جو بچے کچھ تو دوسری جانب کو بھاگ گئے اور بہت سے خلیج "دارین" میں پناہ گزین ہوئے دارین ایک بستی ہے جو سمندر کے کنارے جہاز پر سفر کرنے والوں کے لیے (جواثا سے) ایک رات دن کی مسافت پر واقع ہے"

جواثا (بحرین) فتح ہو گیا اور مومنین کو قید سے آزاد کرا لیا گیا۔ لیکن میدان چھوڑ کر بھاگے ہوئے مرتدین نے خلیج کے اس پار مقامی کفار سے ساز باز کر کے تخریب کاری کے لیے دارین میں اپنا "مضبوط مرکز" قائم کر لیا وقت گزرتے کے ساتھ ساتھ ان کی فتنہ سامانیوں اور ریشہ دوانیوں میں روز بروز برابر اضافہ ہونے لگا۔ دارین کے رؤسا اور حکمرانوں نے اسلام اور مسلمانوں سے بغض و عناد کی وجہ سے مفرورین کی بھرپور امداد کی، مال و اسباب سے نوازا اور مسلمانوں کو زک پہنچانے کے لیے پوری طرح کیل کانٹے سے لیس کر دیا۔

صدیقی کمانڈر حضرت علاء بن الحضرمیؓ نے حالات کا مکمل جائزہ لینے کے بعد دارین کی طاغوتی قوتوں اور ان کے آلۂ کار عناصر کی بیخ و بن اکھاڑنے کا فیصلہ کر لیا۔ آپ نے اپنے جنگی مرکز بحرین سے دارین کے آس پاس کے قبائل کو ہدایات جاری فرمائیں اور دشمن کی ناکہ بندی کر دی۔ لیکن باقاعدہ محاصرہ کیے بغیر صورت حال کا سدھرنا مشکل ہو چکا تھا۔ راستہ میں سمندر کی وسیع خلیج حائل تھی جسے عبور کرنے کے لیے کشتیوں اور جہازوں کی ضرورت تھی اور لشکر اسلام کے پاس کوئی بحری جہاز تھا نہ کشتی صرف چند اونٹ اور گھوڑے کچھ خچر۔ بہرحال یہ فوج اللہ کی فوج تھی جس کی پیش قدمی دریاؤں کی طغیانیاں، پہاڑوں کی آتش فشانیاں اور بلندیاں اور سمندر کے شور و شیون کی ہیبت ناکیاں کبھی نہیں روک سکیں۔ اس فوج کا ہر سپاہی جانتا تھا کہ ان تمام اشیاء کا خالق و مالک اللہ ہے اور ہم اسی کی فرمانبرداری میں دشمن سے برسرپیکار ہیں۔

حضرت علاءؓ نے ہمراہیوں کو جمع کر کے ارشاد فرمایا :۔

"دارین میں دشمن اکٹھے ہو گئے ہیں اور تم خشک میدان میں تائید الٰہی کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو۔ تمہیں سمندری راستہ میں بھی ایسی ہی امداد کی توقع رکھنی چاہیے۔ سمندر میں اتر جاؤ اور دشمن پر حملہ کر دو۔"

مسلمانوں نے جواب دیا :۔

"ہم دہنا کے میدان میں تائید غیبی کا کرشمہ دیکھ چکے ہیں اب ہمیں کسی چیز کا ڈر نہیں۔"

چشم فلک یہ دیکھ کر ششدر رہ گئی کہ اسلامی سپاہ حضرت علاءؓ کی زیر کمان سمندر کے کنارے آ پہنچی۔ خدا کے دین سے والہانہ محبت، خدا تعالےٰ کے قادر و کارساز ہونے پر کامل یقین اور اس کی نصرت و امداد پر مکمل بھروسے کی امتحان گاہ آ گئی۔ آج تک سمندر کی سرکش لہریں دشمن کے لیے دفاعی حصار بنی ہوئی تھیں۔ سمندر کا تلاطم آج بھی مجاہدین کا راستہ روکے ہوئے تھا لیکن اسے کیا معلوم کہ ؎

یہ ہیں وہ جن کے عمر بھر قدم نہ ڈگمگا سکے
مصیبتوں نے بارہا ہزارہا امتحاں لیے

حضرت علاءؓ نے لشکر اسلام کو سمندر میں اتر جانے کا حکم دے دیا۔ اور ہر سپاہی کو اللہ تعالیٰ کی حمد و توصیف اور پاکی و بزرگی کے یہ کلمات پڑھنے کی تلقین فرمائی :۔

يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا كَرِيْمُ يَا حَلِيْمُ
يَا اَحَدُ يَا صَمَدُ يَا حَيُّ يَا مُحْيِيَ الْمَوْتٰى
يَا قَيُّوْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ رَبَّنَا۔

کوئی اونٹ پر سوار تھا، کوئی گھوڑے پر کوئی خچر پر کوئی گدھے پر اور بہت سے پاپیادہ لشکر آگے بڑھ رہا تھا پانی پیچھے ہٹ رہا تھا بنی اسرائیل کے لیے دریائے نیل کے پانی کا بہاؤ رک گیا تھا اور مسلمانوں کے لیے سمندر کا پانی اتر گیا کہ چلنے والوں کے صرف پاؤں بھیگ رہے تھے اور جمی ہوئی ریت پر لشکر نہایت آسانی کے ساتھ چلا جا رہا تھا۔ ایک دن اور ایک رات کی مسافت طے کرنے کے بعد اسلامی لشکر کفر کی کمین گاہوں پر قہر الٰہی بن کر ٹوٹ پڑا۔

..... اور دارین فتح ہو گیا۔

بحرین واپس آ کر مسلمانوں نے خلیفۃ المسلمین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو مکمل فتح یاب ہونے اور دشمن کے خاتمہ کی اطلاع دی اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے نصرت غیبی اور بے پایاں رحمتوں کے نزول کا ذکر حضرت عفیف بن المنذر نے اپنے اشعار میں اس طرح فرمایا۔

الم تر ان اللّٰہ ذلل بحرہ
و انزل بالکفار احدا الجلائل

کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اللہ تعالےٰ نے سمندر کو تابع کر دیا اور کافروں پر ایک بڑی مصیبت نازل فرمائی۔

دعونا الذی شق البحار فجاءنا
باعجب من فلق البحار الاوائل

ہم نے اس پاک ذات کو پکارا جس نے دریا چیر دیے تھے۔ لیکن ہمارے سامنے پہلوں سے بھی عجیب واقعات رونما ہوئے۔

صد افسوس! کہ مسلمان کہلانے کے باوجود اسلامی طریقوں پر عمل کرنے اور صحابہ کرامؓ کی تعلیمات کو مشعل راہ بنانے کے بجائے اپنے بھائیوں کو رہا کرانے کے لیے ہم دو سال تک نصاریٰ و یہود اور دشمن ہنود کے پیچھے پیچھے پھرتے رہے۔ بلاشبہ حضرت علاءؓ بن حضرمیؓ جیسا جذبہ و ایمان پیدا ہو تو آج بھی سمندر راستہ چھوڑ سکتے ہیں اور جہنم زار ریگستان چمنستانوں میں بدل سکتے ہیں۔ رب العالمین کے خزانوں میں کبھی کمی واقع نہ ہو گی ؎

وہ زمانہ کیا ہوا جب میری آہ میں اثر تھا
یہی چشم خوں فشاں تھی یہی دل یہی جگر تھا

فرمودات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

حافظ احمد دین متعلم قاسم العلوم شیرانوالہ

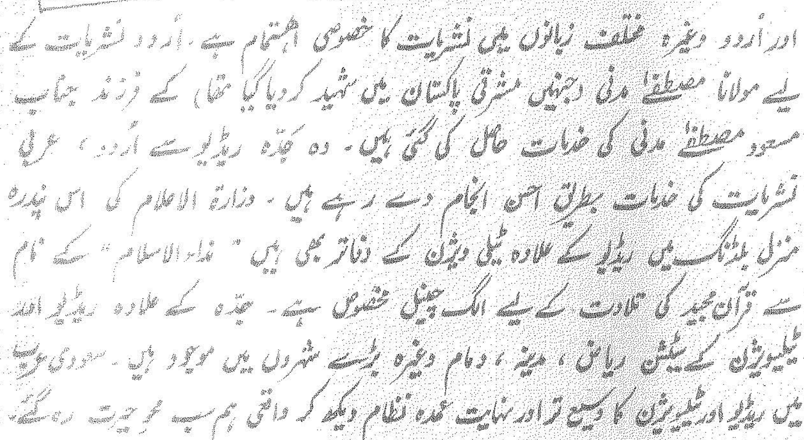
- دنیا والے جس کا باپ مر جائے اس کو یتیم کہتے ہیں لیکن میں یتیم اس کو کہتا ہوں جو علم الٰہی سے محروم ہے۔
- بوڑھے عقلمند کا مشورہ جوان کی قوت بازو سے طاقتور اور وقیع ہوتا ہے۔
- علم کی مثال ایک نہر جیسی ہے اور حکمت کی مثال ایک دریا جیسی۔ علماء گویا کہ نہر کے ارد گرد چکر لگاتے ہیں اور حکماء گویا دریا کے بیچ میں غوطے کھاتے ہیں اور عارفین سفینۂ نجات پر بیٹھ کر سیر کرتے رہتے ہیں۔
- ظلم کی آگ سے انصاف کا پودا مرجھا جاتا ہے۔
- یہ نہ دیکھنا چاہیے کہ بات کہنے والا کون ہے بلکہ یہ دیکھنا چاہیے کہ جو بات کہی گئی ہے وہ کیسی ہے۔
- جو غلطی دیدہ و دانستہ اور جان بوجھ کر کی گئی ہو وہ ناقابل معافی ہے
- دنیا پر لمبی لمبی امیدیں باندھنے سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا کفران نعمت کروا دیتی ہیں۔

سجی ہے انجمنِ درد و سوز و ناز و نیاز
ہوئے ہیں اس پہ مرتب مشاہداتِ حجاز

مشاہداتِ حجاز

قسط نمبر ۲۰

مجاہد الحسینی



عربی کے علاوہ مختلف زبانوں میں سعودی عرب کا نظامِ نشریات

گورنر مکہ السید فواز بن عبدالعزیز سے شرفِ ملاقات

مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ استعماری طاقتوں کے ستائے ہوئے فرزندانِ اسلام کا مرکز و محور رہے ہیں

● **سعودی عرب کے اخبارات و رسائل**

جدہ میں مختلف عربی اخبارات و رسائل کے دفاتر کا معائنہ کرنے اور عرب صحافیوں سے ملاقات کا بھی موقع ملا۔ سعودی عرب کے کثیر الاشاعت روزنامہ المدینہ کے مدیر محترم السید عثمان حافظ سے ملاقات کرکے اور المدینہ کا دفتری نظم و ضبط، مطبع میں طباعت کی جدید ترین مشینری اور المدینہ کی خوبصورت ترتیب و اشاعت سے ہم بے حد متاثر ہوئے یہ اخبار پاکستانی مسائل میں گہری دلچسپی رکھتا ہے۔

المدینہ کے علاوہ البلاد، الریاض، عکاظ، الندوہ مکہ معظمہ کے مقبول روزنامے ہیں۔ ہفتہ وار جرائد میں سے مقبول ترین پرچہ الاسبوع ہے جس کا حج نمبر واقعی عربی صحافت کا ایک تاریخی شاہکار ہے۔ غرضیکہ تمام اخبارات کی پالیسی پاکستان دوستی پر مبنی ہے لیکن بایں ہمہ اس حقیقت کا اظہار بھی ضروری ہے کہ پوری سرزمین عرب میں پاکستان کے مسائل اور اس کے موقف کی وضاحت کے لیے اردو یا انگریزی زبان میں مستقلاً ایسا کوئی انتظام نہیں ہے جس کے ذریعے پاکستان کے بارے میں لوگوں کو تازہ ترین معلومات فراہم کی جاسکیں۔ حتیٰ کہ پاکستان کی نمائندگی کے فرائض سفیر کے بجائے ناظم الامور کے سپرد تھی۔ اب وہاں جناب سیف الرحمٰن کیانی کو مستقل طور سے سفیر بناکر بھیجا گیا ہے وہاں پہ ان دنوں نہ تو عربی زبان سے کما حقہٗ واقف کوئی شخص مقرر ہے اور نہ ہی عربی انگریزی اردو مختلف زبانوں میں ایسا کوئی لٹریچر شائع ہوتا ہے جس کے ذریعے پاکستان کے مسائل اور اس کے بارے میں تازہ ترین صورتِ حال سے عرب دنیا کو اور وہاں پہ مقیم پاکستانی باشندوں کو آگاہ کیا جاسکے۔

پاکستان کے اربابِ اختیار خصوصاً مولانا کوثر نیازی سے درخواست ہے کہ اس صورتِ حال کی طرف توجہ دے کر سعودی عرب میں ایسا مرکز قائم کردیں جو فکر و نظر کے محاذ پر پاکستان کے موقف اور یہاں کی تازہ ترین صورتِ حال سے سعودی عرب کے عوام اور خصوصاً وہاں پر رہائش پذیر پاکستانی باشندوں کو باخبر کرسکے۔

اس وقت پی، آئی، اے کی وساطت سے صرف روزنامہ جنگ کراچی، ڈان وغیرہ چند بڑے بڑے اخبارات ہی سعودی عرب پہنچتے ہیں اور وہ بھی مخصوص حلقوں میں۔ ان کی معلومات بھی تین چار روز قبل کی ہوتی ہیں، اس لیے اخبارات کے ساتھ ساتھ ریڈیو نشریات کی وسعت کی طرف توجہ دینا بھی ازلبس ضروری ہے۔

۲۲ر فروری کی صبح کو ہم وزارۃ الاعلام کے مرکزی دفتر کی مثالی کارکردگی اور نشریات کے سلسلہ میں حکومت سعودیہ کی خدمات کا جائزہ لینے کے لیے گئے۔ وزارۃ الاعلام (اطلاعات و نشریات) کے نہایت سلجھے ہوئے اور باوقار افسر اور شعبہ صحافت کے انچارج جناب عبداللہ غازی سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے سعودی براڈ کاسٹنگ کے تمام شعبوں کی کارکردگی کا مشاہدہ کرایا۔ جدہ ریڈیو سے عربی، انگریزی، فرانسیسی، سواحلی اور اردو وغیرہ مختلف زبانوں میں نشریات کا خصوصی اہتمام ہے۔ اردو نشریات کے لیے مولانا مصطفےٰ مدنی (جنہیں مشرقی پاکستان میں شہید کردیا گیا تھا) کے فرزند جناب مسعود مصطفےٰ مدنی کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ وہ جدہ ریڈیو سے اردو، عربی نشریات کی خدمات بطریق احسن انجام دے رہے ہیں۔ وزارۃ الاعلام کی اس پندرہ منزل بلڈنگ میں ریڈیو کے علاوہ ٹیلی ویژن کے دفاتر بھی ہیں "نداء الاسلام" کے نام سے قرآن مجید کی تلاوت کے لیے الگ چینل مخصوص ہے۔ جدہ کے علاوہ ریڈیو اور ٹیلیویژن کے سٹیشن ریاض، مدینہ، دمام وغیرہ بڑے شہروں میں موجود ہیں۔ سعودی عرب میں ریڈیو اور ٹیلیویژن کا وسیع تر اور نہایت عمدہ نظام دیکھ کر واقعی ہم سب محوِ حیرت رہ گئے۔

● **گورنر مکہ سے ملاقات**

اسی روز شام کے سات بجے گورنر مکۃ المکرمہ السید فواز بن عبدالعزیز سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ ہماری گاڑیاں جب گورنر ہاؤس کے صحن میں داخل ہوئیں تو ہمارا خیال تھا کہ وہاں خیرہ کن شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ ہوگا۔ قصرِ شاہی میں خدام کا ایک جمِ غفیر موجود ہوگا اور کئی سیکرٹریوں اور پروٹوکول کے افسروں کی پوچھ گچھ کے بعد جاکر کہیں گورنر سے ملاقات ہوسکے گی۔ لیکن ہماری حیرت کی انتہا ہوگئی جب ہم نے دیکھا کہ ہماری گاڑیوں کی آواز سن کر گورنر مکہ نے جلدی سے اپنا جبّہ سنبھالا۔ سامنے بڑے شیشے کے اندر سے ان کی حرکات و سکنات سامنے دکھائی دے رہی تھیں۔ پھر پوری مستعدی اور جلدی کے ساتھ کمرہ سے باہر تشریف لائے اتنے میں ہم بھی اپنی گاڑیوں سے نکل کر دروازے پر پہنچے اور امیر مکہ السید فواز نے بنفس نفیس ہمارا خیر مقدم کیا۔ اھلاً وسھلاً اور تفضّل تفضّل کے دلکش اور محبت بھرے الفاظ کے ساتھ ہمیں اپنے ساتھ مہمان خانے میں لے گئے۔ امیر مکہ کے ساتھ ایک طرف قائد وفد مولانا محمد سعید اور راقم الحروف بیٹھ گئے دوسری جانب ضیاء الاسلام انصاری اور شورش ملک صوفے پر فروکش ہوگئے۔

ترجمانی کے فرائض السید حسین نے انجام دیئے۔ مسٹر حسین سعودی حکومت کی وزارۃ الاعلام کے ایک سلجھے ہوئے اور باکمال افسر ہیں۔ کئی سال ترکی میں رہے۔ انہیں دنیا کی مختلف زبانوں، انگریزی، ترکی، انڈونیشی، سواحلی وغیرہ زبانوں پر خوب عبور حاصل ہے۔

بہرنوع امیر مکہ السید فواز نے خود ہی گفتگو کا آغاز فرمایا اور پاکستان کے صحافتی وفد کو سب سے پہلے حج کی مبارک باد دی۔ پھر معذرت کے انداز میں فرمایا کہ ہم آپ کے شایانِ شان مہمانداری کی خدمات انجام نہ دے سکے، کیونکہ حج کے موقع پر پوری دنیائے اسلام کے نمائندوں اور اہلِ اسلام کے اجتماعِ عظیم کی خدمات پر ہماری تمام تر توجہات مرکوز ہوتی ہیں —— قائد وفد مولانا محمد سعید صاحب نے بایں ہمہ حکومت سعودیہ کی خدمات کا تہِ دل سے شکریہ ادا کیا کہ حجاج کرام کی خدمت اور خصوصیت کے ساتھ ان کی رہائش اور ٹریفک کے سلسلہ میں حکومت سعودیہ جو مثالی خدمات انجام دے رہی ہے۔ اس سے ہم بے حد متاثر ہوئے ہیں اور یہ پوری دنیائے اسلام کے لیے باعثِ تقلید اور وجہ صد

افتخار ہیں ـــــ گورنر مکہ نے فرمایا کہ اپنے مسلم بھائیوں کی خدمت ہمارا دینی فریضہ ہے اور حقیقت میں حج کا فلسفہ بھی یہی ہے کہ پوری دنیا کے مسلمانوں کی زندگیوں میں وحدت اور اجتماعیت کی جھلک ہونی چاہیئے۔ آپ نے فرمایا کہ دنیائے اسلام کو آج جن سنگین اور ناگفتنی حالات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ان سے نجات پانے کا واحد ذریعہ یہی ہے کہ ہم سب واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تفرقوا کے پیکر اور مظہر بن جائیں۔ اسلام ہمارا ملجاء اور ماویٰ ہے اور بیت اللہ ہماری زندگی کے تمام پہلوؤں کا مرکز و محور۔

امیر مکہ جناب فواز نے عالم اسلام کی موجودہ صورت حال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ـــــ دورِ حاضر میں کمیونزم اور استعماریت دونوں اسلام کے لیے بیحد خطرناک ہیں ان خطرات سے دنیائے اسلام کے بعض علاقوں کو جو زخم اٹھانا پڑے ہیں وہ سب کے سامنے ہیں اور اب ان کے مہیب سائے آہستہ آہستہ تمام عالم اسلام کو اپنی لپیٹ میں لے رہے ہیں اس اضطراب انگیز صورت حال سے فلاح کی واحد صورت کعبۃ اللہ میں خداوند عالم کے حضور فریاد کے سوا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔

گورنر مکہ نے سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا یہ امر باعثِ اطمینان ہے کہ آج بھی فرزندانِ اسلام جب دنیا کے رُوحانی اور مادی اضطراب سے پریشان خاطر ہوتے ہیں تو مرکز اسلام مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ ہی کا رخ کرتے ہیں۔ جیسا کہ آپ حضرات نے اس مرتبہ حاجیوں کے اجتماع عظیم سے اندازہ لگایا ہے آپ نے بتایا مختلف اسلامی ممالک کے اعلانات کے مطابق ہمارا خیال تھا کہ اس سال حاجیوں کی تعداد میں بیس فیصد اضافہ ہوگا لیکن ہمارے اندازے اور تخمینے کے خلاف اس سال چالیس فی صد اضافہ ہوگیا جس کے باعث ہمارے لیے انتظامات میں دشواریاں پیش آگئیں جن پر صرف خداوند عالم کے فضل وکرم اور اس کی نصرت و امداد کے ساتھ ہی قابو پایا جا سکا ہے ـــ رہائش کا ہول اور ٹریفک کے نظام پہ کنٹرول کی اہمیت کا اندازہ تو آپ حضرات کو ہوگیا ہوگا۔

● پاکستان کے ساتھ اُنس ومحبّت

گورنر مکہ نے پاکستان کا خصوصیت کے ساتھ تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے بھائی اسلامی ملک کو متواتر سنگین قسم کے بحرانوں سے گذرنا پڑا ہے اور خدا کا فضل وکرم ہے کہ ہمارے بھائی اسلامیانِ پاکستان ہر ابتلاء وآزمائش میں ثابت قدم رہے ہیں اور امسال پاکستانی حاجیوں کی کثرت تعداد اس امر کا ثبوت ہے کہ مصائب و آلام کے باوجود ان کے دلوں میں سرزمین مقدس حجاز کے ساتھ بے اندازہ عشق ومحبت ہے۔

آپ نے فرمایا، جلالۃ الملک امیر فیصل دنیائے اسلام کے حاجیوں کے مخلص خادم کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے ہیں۔ اور اس خدمت پر فخر کرتے ہیں اور یہ خدمت اپنا دینی اور مذہبی فریضہ سمجھ کر انجام دیتے ہیں کیونکہ مملکت سعودیہ دنیائے اسلام کا اپنا وطن ہے اور اس میں تشریف لانے والے حضرات اپنے گھر کی طرح سکون وراحت محسوس کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا پاکستان کے ساتھ ہمارے اخوت اسلامی کے جو مراسم قائم ہیں خدا کے فضل وکرم سے ان میں اضافہ ہی ہو رہا ہے۔ گذشتہ دنوں جب ہمیں یہ اطلاع ملی کہ ہمارے پاکستانی بھائی جو خشکی کے راستہ سے فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے سرزمین مقدس کی طرف آ رہے ہیں، کویت کے قریب برفباری کے باعث ان کے کارواں مصیبت میں مبتلا ہوگئے ہیں، چنانچہ ہم نے چند ہیلی کاپٹر وہاں روانہ کردیئے تاکہ ان کو بروقت مناسک حج کی ادائیگی کا موقع فراہم ہوجائے۔ مگر معلوم ہُوا کہ کویت سے بسوں کے ذریعہ کارواں سوئے حرم چل پڑے ہیں، اس پر ہم نے سعودی عرب میں داخلے کی تاریخ ۵ر جنوری سے ۱۰ر جنوری تک توسیع کردی۔

گورنر مکہ نے نہایت محبت اور خلوص کے ساتھ شرف ملاقات بخشا۔ باہر دروازہ تک الوداع کے لیے تشریف لائے اور جب تک ہماری گاڑیاں روانہ نہیں ہوگئیں، تشریف فرما رہے ـــ

سعودی عرب کے حکمرانوں کی سادگی، جذبہ اخوت اسلامی اور خصوصیت کے ساتھ پاکستانی حاجیوں کے ساتھ ان کے امتیازی سلوک سے ہم بے حد متاثر ہوئے ـــ۔

● لڑکیوں کیلئے جداگانہ نظامِ تعلیم

۲۳ر جنوری کو ہمیں جدہ کی ملک عبدالعزیز یونیورسٹی کے معائنہ کا موقع ملا۔ وسیع عریض رقبے میں نہایت کشادہ کمرے، خوبصورت سبزہ زار اور حیران کن سامانِ تحقیق و مطالعہ، بہت بڑی لائبریری، کھیلوں کا میدان اور بحث و مذاکرہ کے لیے وسیع ہال دیکھ کر واقعی ہر شخص حکومت سعودیہ کی تعلیمی ترقی سے بے حد متاثر ہوتا ہے۔ آخر کیوں نہ ہو جس سرزمین مقدس نے پوری دنیا کو علم وحکمت اور دانش و دانائی سے آشنا کیا ہے علم وفضل کا مرکز ومحور ہونے کا شرف واعزاز بھی اسی ہی کا حصہ ہے۔

ملک عبدالعزیز یونیورسٹی میں جس چیز نے ہمیں سب سے زیادہ متاثر کیا وہ لڑکیوں کے لیے جداگانہ نظام تعلیم ہے۔ اس یونی ورسٹی میں پانچ سو سے زاید لڑکیاں زیرِ تعلیم ہیں ان کی تعلیم اس وقت شروع ہوتی ہے جب لڑکے فارغ ہوکر اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔ کلاس روم میں ٹیلی ویژن اور ٹیلی فون سسٹم موجود ہے۔ کلاس میں اگر تیس لڑکیاں موجود ہیں تو ہر ایک کے لیے ٹیلیفون کی سہولت موجود ہے۔ مرد اساتذہ لڑکیوں کے سامنے آکر تعلیم نہیں دیتے بلکہ اپنے کمرہ میں بیٹھے ٹیلی ویژن پر درس دیتے ہیں اور اگر کسی لڑکی کو معلومات دریافت کرنا ہوں یا درس وتدریس میں کوئی اعتراض درپیش ہو تو ٹیلی فون کے ذریعے اساتذہ سے رابطہ قائم کیا جاتا ہے اور استاد ٹیلی ویژن پہ اس کا جواب دیتے ہیں۔ مملکت اسلامیہ عربیہ میں مخلوط طریقہ تعلیم کے بجائے جداگانہ نظام دیکھ کر واقعی مسرت حاصل ہوئی۔ لڑکے لڑکیوں کی اخلاقی اصلاح کے لیے یہ نظام بے حد مفید ہے۔

● چھوٹے بچّوں کی درس گاہ "مدرسۃ الثغر"

ننھے منے بچوں کی تعلیم کے لیے سعودی عرب کے ماڈل سکول "مدرسۃ الثغر" بھی دیکھنے کا موقع ملا۔ سکول کے پرنسپل جناب فواد محمد نور ابوالخیر نے اپنے دیگر رفقاء کار اساتذہ کی رفاقت میں ہمارا پرجوش خیر مقدم کیا۔ اور "اَهْلًا وَسَهْلًا اِخْوَانَنَا الْبَاكِسْتَانِيَة" کہتے ہوئے ہمیں اپنے کمرہ میں لے گئے۔ کمرہ کی دیوار پر یہ خوبصورت قطعہ سب کی توجہ کا مرکز تھا۔

كَرَمُ الْمَرْءِ اَدَبُهُ۔ کہ آدمی کی عزت وتکریم اس کے ادب اور شائستگی میں ہے۔ چھوٹے بچے اپنی جماعتوں میں خوب انہماک کے ساتھ تعلیم میں مشغول تھے۔ دورانِ معائنہ ایک کمرے میں گئے تو صرف استاد موجود تھا لیکن طالب علم ابھی دوسرے کلاس روم میں تھے۔ طلباء کی نشست گاہیں خالی دیکھ کر ہم ان پر بیٹھ گئے۔ میں نے عرب استاد محترم سے مخاطب ہوکر عرض کیا۔

سرزمین مقدس حجاز نے پوری دنیائے انسانیت کو جس اعلیٰ وارفع تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا تھا دنیا اسے فراموش کرچکی ہے۔ ہم بھی بہت دُور سے آئے ہیں۔ اور اپنا بھولا ہوا سبق دوبارہ حاصل کرنے آپ کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیے بیٹھے ہیں۔ براہ کرم آپ ہمیں اس باسعادت تعلیم سے پھر بہرہ ور فرمائیں۔ اس درخواست پر سب کی آنکھیں آنسوؤں میں ڈبڈبا گئیں اور عرب اساتذہ کے سر جھک گئے۔

جامع مسجد شیرانوالہ کا منبر و محراب جہاں سے قطب الاقطاب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی نور اللہ مرقدہٗ نے چالیس برس تک علم و حکمت اور زہد و تقویٰ کی روشنی پھیلائی اور لاکھوں تشنگانِ علوم و متلاشیانِ راہِ حق اس مرکزِ رشد و ہدایت سے فیضیاب ہوتے رہے۔ آپ کے بعد گذشتہ گیارہ برس سے جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم یہاں پر اشاعتِ دین، وعظ و نصیحت، تزکیۂ نفوس کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں اور اعلائے کلمۃ الحق کا فریضہ برابر انجام دیے جا رہے ہیں۔ ؎ ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور جمعرات کو مجلس ذکر کے بعد اور جمعۃ المبارک کو نماز جمعہ کے بعد اپنے ارادتمندوں سے عام ملاقات فرماتے ہیں جب کبھی کسی ناگزیر امر کے باعث جمعرات یا جمعہ کو حضرت تشریف نہ لا سکیں تو مشتاقانِ دید کو صدمہ ہوتا ہے اور وہ اپنا اپنا اضطراب باہم ایک دوسرے سے بیان کرتے ہیں۔

۱۴ر ستمبر کو وزیر ایوبی کے ایک آمرانہ اور جمہوریت کش واقعہ کا اعادہ ہوا۔ نماز جمعہ کے بعد عوامی حکومت کی پولیس حضرت مولانا عبید اللہ انور کو گرفتار کر کے لے گئی۔ اگرچہ یہ جمعہ رمضان المبارک کا جمعۃ الوداع نہیں تھا جب ایوب شاہی پولیس نے روزہ دار نمازیوں پر لاٹھیاں برسائیں حضرت مولانا عبید اللہ انور پر بے پناہ تشدد کیا اور آپ کو کئی دوسرے رہنماؤں کے ہمراہ گرفتار کر لیا گیا تھا۔ ظالم حکمرانوں کی وفادار پولیس کا یہ لاٹھی چارج بظاہر عوام پر ہوا تھا لیکن اس جہنیانہ تشدد سے ایوبی آمریت کی کمر ٹوٹ گئی۔ یہ لاٹھیاں دراصل آمریت کے جسم پر پڑیں جن کی ضربات شدیدہ نے اسے ہمیشہ کے لیے موت کی نیند سلا دیا۔

حضرت مولانا عبید اللہ انور کو اب بھٹو شاہی دور میں ۱۴ر ستمبر کو پھر گرفتار کیا گیا۔ مولانا انور آج بھی روزہ سے تھے۔ آپ کو ضلع شیخوپورہ کے قصبہ نبی پور میں رکھا گیا کسی کو ملاقات کی اجازت نہیں تھی۔ صرف حضرت کے بڑے صاحبزادے جناب محمد اجمل سلمہ اللہ تعالیٰ ہوم سیکرٹری پنجاب کی خصوصی اجازت سے ملاقات کر سکے۔ حضرت کے خادم خاص حاجی بشیر احمد صاحب بھی صاحبزادہ صاحب کے ہمراہ تھے۔ ۲۰ر ستمبر کو حکومت ہتھیار ڈال چکی تھی۔ حضرت مولانا کو رہا کر دیا گیا دوسرے رہنما بھی جو مختلف جگہوں پر مقید تھے چھوڑ دیے گئے۔ حضرت مدظلہ العالی ۲۰ر ستمبر کو بعد از نماز عشاء واپس گھر پہنچے ۲۱ر ستمبر کو لاہور کے علاوہ پنجاب کے مختلف شہروں کے لوگوں نے نماز جمعہ جامع مسجد شیرانوالہ میں ادا کی لیکن ان کی تشنگیٔ شوق کا سامان نہ ہو سکا۔ اس روز پہلی مرتبہ صاحبزادہ محمد اجمل اسی مقام پر کھڑے ہو کر مخاطب ہوتے جہاں پر لوگ ہر جمعہ حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ کو دیکھتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ "اباجان اگرچہ رہا ہو کر گھر آ چکے ہیں لیکن آج آپ ان سے ملاقات نہیں کر سکیں گے۔ کیونکہ گرفتاری کے بعد رات کو پولیس جب انہیں لاہور سے شیخوپورہ لے جا رہی تھی تو راستہ میں کار کو حادثہ پیش آ گیا تھا۔ اس حادثہ میں اباجان کو بھی چوٹیں آئیں اور ابھی آپ صحت یاب نہیں ہوئے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اباجان کو جلد از جلد شفا کاملہ عطا فرمائے۔ آمین!"

اس لیے ۲۱ر ستمبر کو نماز جمعہ کے اجتماع سے حضرت خطاب نہ فرما سکے۔ لہٰذا اس موقع پر خطبہ جمعہ کے بجائے قارئین خدام الدین کی خدمت میں "روزے کا فلسفہ اور اس کے روحانی اثرات" کے زیر عنوان حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مضمون پیش کیا جا رہا ہے۔

(عبدالرشید انصاری)

ماہِ نزولِ قرآنِ حکیم

روزہ کا فلسفہ اور اس کے روحانی اثرات

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

قولہ تعالیٰ

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۭ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰي مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

ترجمہ: مہینہ رمضان کا ہے جس میں نازل ہوا قرآن ہدایت ہے واسطے لوگوں کے اور دلیلیں روشن راہ پانے کی اور حق کو باطل سے جدا کرنے کی۔ سو جو کوئی پاوے تم میں سے اس مہینے کو تو ضرور روزے رکھے اس کے اور جو کوئی ہو بیمار یا مسافر تو اس کو گنتی پوری کرنی چاہیے اور دنوں سے اللہ چاہتا ہے تم پر آسانی اور نہیں چاہتا تم پر دشواری اور اس واسطے کہ تم پوری کرو گنتی اور تاکہ بڑائی کرو اللہ کی اس بات پر کہ تم کو ہدایت کی اور تاکہ تم احسان مانو۔

قرآنِ حکیم کی سالگرہ

لوحِ محفوظ سے قرآنِ حکیم کا نزول رمضان المبارک میں ہوا تھا۔ سارا قرآن مجید ایک ہی مرتبہ آسمانِ دنیا پر نازل ہوا اس کے بعد وقتاً فوقتاً تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا۔ ہر قوم میں ایک قاعدہ ہے کہ جس دن اس پر کوئی نعمت نازل ہو اس کی یاد تازہ کرنے کے لیے سالگرہ مناتے ہیں، مثلاً یہود میں عاشوراء کا روزہ، عیسائیوں میں نزول مائدہ آسمانی کا دن، مسلمانوں کے لیے قرآنِ حکیم ایک عظیم الشان نعمت ہے اس لیے اس کی سالگرہ رمضان المبارک میں منائی جاتی ہے۔ چنانچہ سارے رمضان المبارک میں مسلمان رات کو قرآنِ حکیم سنتے ہیں، علاوہ اس کے اس نعمتِ عظمیٰ کے شکر میں دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ شکرِ نعمت میں روزہ رکھنا بھی سابقہ امتوں میں رائج تھا جس طرح یہود میں عاشوراء کا روزہ اسی لیے رائج تھا کہ اس دن فرعون غرق ہوا اور بنی اسرائیل نے نجات پائی تھی۔

تمام امتوں میں روزہ

قرآنِ حکیم میں ارشاد ہے۔ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ (البقرہ ۲۳)

ترجمہ: تم پر روزہ ایسا ہی فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض تھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کی شریعت میں بھی روزہ اسی طرح رکھا جاتا تھا۔ کہ روزہ کے دن کھانا پینا اور عورتوں سے صحبت کرنا حرام تھا۔ روزہ کا یہ طریقہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت تک یوں ہی رہا چنانچہ ابتداء میں جب مسلمانوں پر روزہ فرض ہوا اور اس کی شرائط کا انہیں علم نہیں تھا تو اہل کتاب کی طرح روزہ رکھنا شروع کیا کہ افطار کے بعد سونے سے پہلے پہلے کھانے پینے وغیرہ سے فراغت پا لیتے سونے کے بعد پھر دوسرا روزہ شروع ہو جاتا کچھ عرصہ کے بعد اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ ۔ والی آیت نے اس طرز کو منسوخ کیا۔

اوقاتِ روزہ میں اختلاف

البتہ علم تاریخ کی ورق گردانی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ روزہ کے اوقات ہر امت میں علیحدہ علیحدہ تھے۔ مثلاً حضرت آدم علیہ السلام پر ہر مہینے کی ۱۳۔۱۴۔۱۵ تاریخ کو روزہ فرض

تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام ہمیشہ روزہ دار رہتے تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار فرماتے اور یہود پر عاشورا اور ہر سنیچر کے علاوہ چند دن اور بھی فرض تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور دو دن افطار کرتے تھے۔ نصاریٰ پر دراصل رمضان کے روزے فرض تھے لیکن جب انہیں سخت گرمی اور سردی کے روزے میں دقت محسوس ہوئی تو یہ فیصلہ کیا۔ کہ موسم ربیع میں بجائے تیس کے پچاس رکھا کریں گے۔

روزہ کی صورت بغیر روح بیکار ہے

ہر عقلمند کا قاعدہ ہے جب کوئی کام کرتا ہے اس کا فائدہ پہلے سوچ لیتا ہے وہ فائدہ اس کی روح اور جان ہے لہذا روزہ کی بھی ایک صورت ہے اور دوسری اسکی روح صورت تو یہ ہے کہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانا پینا ترک کر دیا جائے۔ عورت اور مرد آپس میں ملنے نہ پائیں۔ لیکن اگر مقصد روزہ اس صورت کے اندر نہ پایا جائے تو وہ بیکار ہے چنانچہ دربار نبوت سے ارشاد ہوتا ہے: مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ ۔ ترجمہ: جس شخص نے جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی پرواہ نہیں۔ (یعنی روزہ سے قرب الٰہی اور حصول رضا مولیٰ کا جو نتیجہ مرتب ہونا چاہیئے وہ نہیں ہوگا)

اور دوسری روایت میں مروی ہے: اَلْغِيْبَةُ تُفَطِّرُ الصَّائِمَ ۔ ترجمہ: گلہ کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ انتہیٰ۔

اس سے معلوم ہوا کہ روزے کی حالت میں جس طرح مذکورہ بالا افعال ناجائز ہیں اسی طرح دوسرے کی غیبت جو زبان کا جرم ہے وہ بھی ممنوع ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ روزے کا مقصد فقط کھانے پینے سے روکنا ہی نہیں بلکہ اس سے بہت اعلیٰ اور ارفع ہے۔

روح روزہ

تعلیم مذہب کا یہ خاصہ ہے کہ انسان کے اندر اخلاق حسنہ پیدا ہوں، صفات حمیدہ سے آراستہ ہو، بداخلاقی سے اسے نفرت ہو، خواہشات نفسانی پر قابو پائے، ضبط نفس اور تحمل کا خوگیر ہو۔ فتنہ انگیزی سے باز آئے۔ شرارت نہ کرنے پائے ان تمام خوبیوں کے پیدا کرنے کے لیے بہترین علاج یہی ہے کہ انسان کے حیوانی زہر کو نکال دیا جائے۔ اس زہر کے نکلنے کا بہترین تریاق روزہ ہے۔ قوت حیوانی کی شدت سے تمام خرابیاں انسان کے اندر پیدا ہوتی ہیں۔ اگر قوت حیوانی کو کمزور کر دیا جائے تو بہت سی برائیوں سے یقیناً انسان رک جائے گا۔ چنانچہ اس قاعدے سے اسلامی شریعت میں قوانین روزہ کو پرکھا جائے تو یقین ہو جاتا ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روزے کے ذریعے سے اپنی امت کو اخلاق کے اعلیٰ معیار پر پہنچانے کی سعی فرمائی ہے۔

احادیث نبویہ اور ان کی حکمتیں

پہلی حدیث: قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّيْ صَائِمٌ ۔

ترجمہ: روزہ دار نہ عورتوں سے میل جول کی باتیں کرے اور نہ شور وغل مچائے اگر اسے کوئی گالی بھی دے یا لڑائی کرے (تو خود اس کے مقابلے میں کچھ نہ کرے) اتنا کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں۔

شرح حدیث

ترکِ رفث: میں اقوال وافعال شہوانی سے روکنا مراد ہے۔

ترکِ صخب: میں درندوں کی طرح شور وغل کرنے سے روکنا مطلب ہے۔

ترکِ سب: میں مطلق اقوال قبیحہ سے روک تھام ہے۔

ترکِ قتل: سے مراد مطلق افعالِ قبیحہ سے ممانعت ہے۔

اِنِّيْ صَائِمٌ

روزہ دار پر جب کسی بے ہودہ گو، ظالم اور جاہل کی طرف سے حملہ ہو تو اتنا کہہ دے (بشرطیکہ اس کہنے سے اس کی طبیعت میں ریا نہ آ جائے) کہ مجھے روزہ ہے اس لیے میں تمہارا مقابلہ کرنے سے معذور ہوں۔

بعض شارحین حدیث کا خیال ہے کہ زبان سے کہنا بھی ضروری نہیں بلکہ دل میں روزے کا خیال کر کے مقابلہ سے باز رہے۔

دوسری حدیث

قولہ صلی اللہ علیہ وسلم: اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ

ترجمہ: روزہ ڈھال ہے۔

ڈھال کے ذریعے انسان دشمن کے وار سے بچتا ہے۔ پہلی حدیث شریف میں جو بیان ہوا ہے کہ روزہ دار اقوال و افعال شہوانی اور درندگی سے اپنے آپ کو بچائے۔ فتنہ و فساد کی آگ کو بجھائے۔ (کیونکہ اگر گالی اور لڑائی کا جواب اسی طرح دیتا تو فتنہ بپا ہوتا۔ اب روزہ کے سبب سے وہ آگ بجھ گئی)۔ حاصل یہ نکلا کہ اس نے گویا روزے کی ڈھال سے شیطان اور نفس کے وار کو روکا۔

روزے سے اخلاقی اور معاشرتی اصلاح

گزشتہ حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ روزہ دار کے اخلاق کا معیار اعلیٰ ہو جائے گا۔ ضبط نفس اور تحمل اس میں آئے گا۔ شرارت اور فتنہ سے اپنے آپ کو بچائے گا۔ دنیا میں اعلیٰ درجہ کا امن پسند اور مرنجاں مرنج شریف نظر آئے گا۔ ساتھ ہی اس کی معاشرتی اصلاح بھی ہو جائے گی جب ہر ایک مسلمان ان اوصاف حمیدہ سے مزین ہوگا۔ تو معاشرتی تعلقات میں کبھی بگاڑ پیدا ہی نہیں ہوگا۔ کیونکہ ہر سال ماہ رمضان میں روزہ رکھانے کی غرض یہی ہے کہ سال بھر کے بعد پھر اس نصاب کی یاد تازہ ہو جائے۔

سیاسی فائدہ

دنیا میں ہمیشہ وہی قوم عزت سے زندہ رہ سکتی ہے جس کے پاس حیات قومی کے اعلیٰ اصول ہوں اور وہ ان کی پابندی کے لیے ہر مصیبت کو جھیلے اور ہر مشقت کے سامنے سینہ سپر ہو۔ روزے میں اس بات کی مشق کرائی جاتی ہے کہ بارہ یا چودہ بلکہ بعض اوقات چوبیں گھنٹے بے آب و دانہ رہے خواہ شدید گرمی کا موسم ہی کیوں نہ ہو۔ سحور کو آنکھ نہیں کھلتی اور روزہ چھوڑ نہیں سکتے۔ لیکن کاشت کار ملازمت پیشہ اور مزدور غرضیکہ ہر ایک کام والا باوجود سحور نہ کھانے کے اپنے اپنے کام میں مصروف ہے اور پھر اتنا ہی نہیں، بلکہ دن کو یہ مشقت اور رات کو بیدار رہنا۔ اور کافی وقت کھڑا ہو کر نماز تراویح ادا کرنا ہے۔

الحاصل

حاصل یہ نکلا کہ ہر مسلمان ایک فوجی سپاہی ہے بسکٹ اور کیک، سوڈا اور لیمونیڈ تو بجائے خود رہے بلکہ پانی پیئے اور کھانا کھائے بغیر اگر ضرورت پیش آجائے تو دن اور رات کے چوبیس گھنٹے مسلسل کام کر سکتا ہے اور اس بات کا بھی عادی ہے کہ ان مصیبتوں میں وہ کسی پر احسان نہیں کر رہا۔ بلکہ اسے محض اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب ہے۔ چنانچہ فتوحات اسلامی میں اس قسم کے واقعات ملتے ہیں کہ مسلسل چوبیس گھنٹے لڑائی جاری رہی۔ دشمنان اسلام کے لشکر یکے بعد دیگرے آتے رہے اور مسلمان اس وقت تک پیچھے نہیں ہٹے جب تک میدان جیت نہیں لیا۔

پیغام فتح اسلام

جو قوم سطح زمین پر اپنے چالیس کروڑ افراد رکھتی ہو اور وہ ان اصولوں کی پابند ہو جائے جو ارکان اسلام کے اندر انہیں سکھلائے گئے ہیں اور پھر فیصلہ کرے کہ یا تخت یا تختہ وہ قوم کبھی مٹ نہیں سکتی۔ بلکہ دنیا کی قوموں میں سردار ہو کر رہے گی کیونکہ خدا تعالیٰ اس کی پشت پناہ ہو جائے گا۔ ظاہر و باطن اور زمین و آسمان کی تمام خدائی طاقتیں اس کی خدمت کے لیے وقف ہو جائیں گی۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ۔ الآیۃ۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا — کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

روزے کے اخروی فائدے

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (متفق علیہ)

ترجمہ: ابوہریرہ سے روایت کی گئی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس

شخص نے روزہ رکھا درآنحالیکہ اس کے دل میں ایمان ہو اور اللہ تعالیٰ سے اجر پانے کے خیال سے رکھا اس کے سارے پہلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جو شخص رمضان کی راتوں میں عبادت کرے۔ درآنحالیکہ ایماندار ہو اور ثواب پانے کا ارادہ رکھے اس کے بھی پہلے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور جس شخص نے لیلۃ القدر کی رات کو قیام کیا درآنحالیکہ ایماندار ہو۔ اور اللہ تبارک تعالیٰ سے اجر پانے کا ارادہ رکھتا ہو اس کے بھی پہلے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

حکمت مغفرت

روزے کے باعث سابقہ، سارے گناہ معاف ہونے کی حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ گویا روزہ دار زبانِ حال سے یہ کہہ رہا ہے کہ اے اللہ میں نے کھانے پینے اور اور خواہشات نفسانی وغیرہ کے پورا کرنے میں جو تیری مرضی کے خلاف قدم اٹھایا ہے اس سے باز آتا ہوں اور تیری رضا حاصل کرنے کے لیے سب کو چھوڑتا ہوں اور مسلسل روزہ رکھنے سے یہ ثبوت دیتا ہوں کہ تیری رضا کی پابندی مسلسل کروں گا تیری مرضی کے خلاف خواہشات نفسانی کو ہمیشہ چھوڑ دوں گا اور رمضان شریف کے علاوہ شوال کے چھ روزے رکھ کر اس امر کا مزید ثبوت دیتا ہے کہ اے اللہ تو نے اپنی شفقت و رحمت سے اعلان کیا ہوا ہے کہ یہی ہر نیکی کا دس گنا کم از کم اجر دوں گا۔ لہٰذا رمضان المبارک کے علاوہ چھ روزے شوال کے اس حساب سے کم از کم ۳۶۰ روزوں کا اجر پائیں گے اور سال کے ۳۶۰ دن ہوتے ہیں تو گویا کہ میں تیری رضا حاصل کرنے کے لیے سارا سال ہی روزہ دار رہا۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا وَاعْفُ عَنَّا علیٰ ہذا القیاس رمضان المبارک کی راتوں کے قیام کی بھی یہی غرض ہے کہ اے اللہ میں نے تیرے قرآن حکیم سے جو اعراض کیا ہے اس سے تائب ہو کر تمسک بالقرآن کرنے کا عملی ثبوت دیتا ہوں (گویا کہ نمازی اپنے عمل سے یہ ثابت کر رہا ہے) اور مسلسل قیام کرنے سے عملاً یہ ثابت کر رہا ہے کہ میرا تمسک بالقرآن آئندہ ہمیشہ کے لیے رہے گا۔

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ یُضَاعَفُ الْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِہَا اِلٰی سَبْعِمِائَۃِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ یَدَعُ شَہْوَتَہٗ وَطَعَامَہٗ مِنْ اَجْلِیْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَۃٌ عِنْدَ فِطْرِہٖ وَفَرْحَۃٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّہٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ وَالصِّیَامُ جُنَّۃٌ وَاِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّہٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَہٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ امْرَءٌ صَائِمٌ متفق علیہ۔

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں سے انسان کے ہر نیک عمل کا کم از کم زیادہ اجر ملتا ہے۔ ہر نیکی کم از کم دس درجہ پاتی ہے اور سات سو درجہ تک بھی اللہ تعالیٰ عمل کا اجر بڑھا کر دیتے ہیں۔ غرضیکہ ہر عمل کا اخلاص للّٰہیت اور اس کے منافع اور نتائج کے لحاظ سے اجر ملتا ہے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا سوائے روزے کے کیونکہ وہ میرا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ (بروایت دیگر میں ہی اس کا بدلہ ہوں)۔ روزہ دار اپنی خواہشات نفسانی اور کھانا میرے لیے چھوڑتا ہے، روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک روزہ افطار کرتے وقت حاصل ہوتی ہے اور دوسری اپنے رب کی ملاقات کے وقت حاصل ہوگی اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں مشک سے بھی بہتر ہے اور روزہ (شیطان کا وار روکنے کے لیے) ڈھال ہے۔ جس دن کسی کو روزہ ہو، تو عورتوں سے میل جول کی باتیں نہ کرے۔ اور بیہودہ شور و غل نہ مچائے اگر اسے کوئی گالی دے یا لڑائی کرے تو کہدے کہ میں روزہ دار ہوں (لیکن لڑائی نہ کرے۔ (انتہیٰ)

حکمت اَنَا اَجْزِیْ بِہٖ

ہر عمل صالح کی ایک جزائے خیر ہے اور روزے کی جزا ذات حق جل وعلیٰ خود دیتا ہے یا بنتا ہے کیونکہ جب روزہ دار نے ان چیزوں کو رضائے الٰہی کے لیے چھوڑ دیا جن پر اس کی زندگی کا دار و مدار تھا۔ گویا کہ اس نے زندگی کو خیرباد کہہ کر خدائے قدوس وحدہٗ لاشریک لہٗ کا وصال پسند فرمایا بارگاہِ الٰہی میں ہر عمل کی جزا اس کے مناسب حال ہوا کرتی ہے۔ ایسے متوکل علی اللہ محب خدا کی جزا یہی ہو سکتی ہے کہ خدائے قدوس اسے تسلی دیں۔ کہ جب تو میرا ہے تو میں تیرا ہوں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ اَیْ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُہُ الطَّعَامَ وَالشَّہَوَاتِ بِالنَّہَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ وَیَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُہُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ فَیُشَفَّعَانِ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔

ترجمہ: عبداللہ بن عمرو سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ اور قرآن انسان کے لیے (قیامت کے دن) شفاعت کریں گے روزہ کہے گا اے میرے رب میں نے اسے دن کو کھانے اور خواہشات نفسانی سے روکا تھا لہٰذا اس کے حق میں میری سفارش قبول فرمایئے اور قرآن کہے گا میں نے اسے رات کو سونے سے روکا تھا لہٰذا میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرمایئے۔ پھر دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔

حقیقت شفاعت

جس جہان میں ہم بود و باش رکھتے ہیں اسے عالم ناسوت کہتے ہیں اس کے علاوہ تین جہان اور بھی ہیں۔ عالم ملکوت عالم جبروت، عالم لاہوت۔ عالم ملکوت کو عالم مثال بھی کہتے ہیں۔ عالم مثال میں یہاں کی ہر ایک چیز کا وجود ہے بلکہ وہاں ان چیزوں کا بھی وجود ہے جن کا وجود اس جہان میں نہیں ہے۔ مثلاً انسان کے اعمال یا روزہ قرآن وغیرہ۔

لہٰذا قیامت کے دن روزہ اپنے اس مثالی وجود سے مجسم ہو کر بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوگا۔ اور روزہ دار کے حق میں شفاعت کرے گا۔ انسان نے اپنے وطن میں روزے کی حمایت و ہمدردی کا حق ادا کیا تھا اس کے بدلے میں روزہ اپنے وطن (عالم مثال) میں روزہ دار کی حمایت کرے گا۔

اَللّٰہُمَّ اجْعَلِ الصَّوْمَ لَنَا شَافِعًا وَمُشَفَّعًا وَوَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی وَاجْعَلْ اٰخِرَتَنَا خَیْرًا مِّنَ الْاُوْلٰی وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

بقیہ شذرات

بجائے مسافروں کے "سینما بینی کا شوق" پورا کرنا حد درجہ افسوسناک ہے۔ یہ اقدام "اسلامی جمہوریہ پاکستان" کے مزاج اور اس کی عظمت کے سراسر خلاف ہے۔

سعودی ائیر لائنز کے جہازوں میں تلاوت قرآن مجید کا اہتمام ہوتا ہے۔ پی۔ آئی۔ اے کے طیاروں میں بھی اگر قرآن مجید کی تلاوت نعتوں اور قومی نظموں، ترانوں کے ریکارڈ بجائے جائیں تو کیا مسافروں کے ذوقِ سماعت پر گراں گزرے گا۔ پی۔ آئی۔ اے کی انتظامیہ جتنا سرمایہ سینما کی عیاشی پر صرف کرے گی اسے اپنی سروس کو وسیع کرنے پر صرف کرنا چاہیے۔

پی۔ آئی۔ اے ابھی تک پاکستان کے بڑے بڑے شہروں کے درمیان رابطہ قائم کرنے کے سلسلے میں فوکر طیاروں (جنہیں عوام "گڈا سروس" سے موسوم کرتے ہیں) سے تو نجات دے نہ سکی اسے ہوائی جہازوں میں "سینما" کا اہتمام کرنے کا شوق کیونکر پیدا ہو گیا۔

پی۔ آئی۔ اے کے مینیجنگ ڈائرکٹر جناب محمد رفیق سہگل ایک سلجھے ہوئے اور دور اندیش محب وطن شخص ہیں اور انہوں نے پی۔ آئی۔ اے کے نظام کار پر کنٹرول کر کے اسے خسارے سے نجات دلانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ لیکن اس ادارے کی طرف سے اس قسم کی خبریں سن کر افسوس ہوتا ہے جو مسافروں کے اخلاق و کردار پر برا اثر مرتب کریں۔ پی۔ آئی۔ اے کو اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔

طبی معلومات

روزہ "جملہ جسمانی امراض کا واحد علاج"

استاذ الحکماء حکیم آزاد شیرازی (سابق پرنسپل طبیہ کالج) مدیر "تذکرہ" لاہور

قرآن حکیم اس کائنات ارضی میں قوموں کے عروج و زوال کے قوانین فطرت ہی کی کتاب الٰہی نہیں بلکہ انفرادی زندگی بسر کرنے کے قدرتی احوال اور خدائی ہدایات بھی اس میں سے حاصل کی جا سکتی ہیں کیونکہ قوم افراد ہی کے اجتماع کا نام ہے۔ لہٰذا جب کسی قوم کو مخاطب کر کے اسے ایک راہِ عمل بتایا جاتا ہے۔ اُس راہِ عمل پر قوم کے ہر فرد کا چلنا ضروری ہوتا ہے۔ افراد کی اصلاح فی الحقیقت اقوامِ عالم کی اصلاح ہے۔ جب کسی قوم کو جھوٹ بولنے سے روکا جاتا ہے، پورا تولنے کا حکم دیا جاتا ہے، ذخیرہ اندوزی کی ممانعت کی جاتی ہے۔ ان ہدایات پر قوم کے عمل کرنے کا مطلب قوم کے ہر فرد کا عمل کرنا ہوتا ہے۔

ایلوپیتھی یعنی فوری طریق علاج میں روح کا تصور موجود نہیں۔ لیکن طبِ مشرق مادہ اور روح دونوں کو تسلیم کرتی ہے۔ جس طرح اسلام صرف آخرت ہی کا تصور نہیں دیتا بلکہ دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی سکھاتا ہے (ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار) اسی طرح طبِ مشرق کے نزدیک روح کی درستی ہی پر جسم کی درستی کا انحصار ہے۔

پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ انسانی جسم کے اندر گوشت کا ایک لوتھڑا ہے اس کے درست رہنے سے سارا جسم درست رہتا ہے اور اس کے بگڑنے سے سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ گوشت کے اس لوتھڑے کا نام دل ہے۔ اور یہی وہ روح ہے۔ جس کی پاکیزگی سے انسانی جسم بھی پاکیزہ رہتا ہے اور اس پاکیزگی ہی پر انسانی تندرستی کا دار و مدار ہے۔

قرآن حکیم نے بھی صحت اور مرض کا منبع اور سرچشمہ قلبِ انسانی ہی کو قرار دیا ہے (فی قلوبھم مرض) ان کے دلوں میں بیماری ہے اس لیے جب تک دل کو بیماری کے اثرات سے پاک صاف نہ کیا جائے۔ اس وقت تک جسم کو بیماری سے محفوظ نہیں رکھا جا سکتا۔

یوں تو اسلام نے مسلمانوں پر جتنے فرائض عائد کیے ہیں۔ وہ سب انسانی قلوب کو پاک صاف رکھتے ہیں۔ ہر قسم کی آلائشوں سے منزہ کرتے ہیں۔ ان کا مقصد حقیقی تزکیۂ نفس ہی ہوتا ہے۔ اور ان میں انسان کی دنیاوی اور اخروی بھلائی کا جسمانی اور روحانی صحت و توانائی کا راز مضمر ہے۔ نماز ہی کو لے لیجئے۔ جہاں یہ نمازیوں کے باطن کو منور کرتی ہے۔ وہاں ان کے جسم کو بھی چاق و چوبند بناتی ہے۔ دن میں پانچ مرتبہ وضو کے ذریعہ ہاتھ، پاؤں، چہرہ، گردن، سر، بازوؤں کو صاف ستھرا رکھا جاتا ہے اور پانچ مرتبہ قیام، رکوع اور سجدہ کے ذریعہ بدنِ انسانی میں حرکت پیدا کر کے دورانِ خون کے عمل کو جاری رکھا جاتا ہے۔ بقول اقبال ؎

جھپٹنا، پلٹنا، پلٹ کر جھپٹنا
لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانا

ورنہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہماری عبادات، ہماری قربانیوں، ہماری فاقہ کشی وغیرہ کی ہرگز ہرگز محتاج نہیں۔ اُس حکیم مطلق نے انسانوں کو اپنی دنیاوی اور اُخروی بہتری اور بہبودی ہی کی خاطر ان عبادات کو بہانہ بنا دیا ہے اور

ع رحمتِ حق بہانہ مے جوید

روزہ بھی درحقیقت انسانوں کی روحانی اور جسمانی صحت ہی کا ایک ایسا ذریعہ ہے۔ اور ایک ایسی شافی دوا ہے۔ جس پر ایک پیسہ خرچ کیے بغیر ہم اپنی تندرستی کو بحال کر سکتے ہیں اور بے شمار امراض سے محفوظ رہ سکتے ہیں بلکہ بیشتر بیماریوں سے نجات حاصل کر سکتے ہیں یہ الگ بات ہے کہ ہم روزہ کی اس حقیقت سے قطع نظر روزہ رکھ کر بھی بیماری سے نجات حاصل نہیں کر پاتے۔ اور دن بھر کے فاقہ کے بعد افطاری کے وقت اپنے معدہ کے ساتھ وہ ظلم کرتے ہیں۔ جس سے بچانے کی خاطر روزہ رکھا جاتا ہے اور سحری کے وقت بھی وہ وہ غذائیں کھاتے ہیں۔ جن کے ہضم کرنے کے لیے بارہ گھنٹے درکار ہوتے ہیں۔ اور اس طرح اُن جسمانی فوائد کے حصول سے اپنی جہالت کے باعث محروم ہو جاتے ہیں۔

درحقیقت سال بھر میں ایک مہینے کے روزوں سے انسانی جسم کے کل پرزوں کی "اوور ہالنگ" روزہ کا اصل مقصد ہے۔ آلاتِ ہضم کو وقفۂ راحت مہیا کرنا روزہ کا اصل مقصد ہے۔ بھوک اور پیاس کو برداشت کرنے کی قوت جسم انسانی میں پیدا کرنا روزہ کا مقصد ہے۔

اس لیے جو لوگ روزہ سے جسمانی فوائد حاصل کرنے کے خواہش مند ہیں ان کو مخلصانہ مشورہ ہے کہ وہ سحری میں بھی معمول کے مطابق سادہ غذا استعمال کریں۔ ہاں قدرت نے کھجور میں اتنے وٹامنز پیدا کر رکھے ہیں کہ افطاری میں دو چار کھجوریں کھا لینا دن بھر کی فاقہ کشی سے پیدا شدہ کمزوری اور نقاہت کو دور کرنے کے لیے کافی ہے۔ لیکن ہمارے یہاں افطاری کے وقت مختلف مٹھائیوں، سموسوں، چٹ پٹی اشیاء، مختلف النوع پھلوں وغیرہ کا جو اہتمام کیا جاتا ہے۔ اور ہم جس بے صبری سے افطاری کے دسترخوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ اس سے اس امر کی غمازی ہوتی ہے کہ ہم نے روزہ سے ضبطِ نفس اور قوتِ برداشت حاصل نہیں کی۔ اس طرح دنیاوی فوائد تو بالکل حاصل نہیں کر سکے۔ روحانی فوائد سے بھی بڑی حد تک محروم رہے۔

موجودہ دور کے اکثر کھاتے پیتے لوگ خصوصاً موٹاپا، بلڈ پریشر، تبخیر امعاء وغیرہ امراض میں مبتلا ہیں۔ روزہ فی الحقیقت ان تمام امراض کے لیے ایک یقینی علاج ہے لیکن اس کے لیے شرط یہی ہے کہ روزہ کی روح کو سمجھا جائے اور سحری اور افطاری کو اُن لوازمات کی قید سے آزاد رکھا جائے جن کا تذکرہ میں نے کیا ہے پھر آپ دیکھیں گے کہ ان امراض میں مبتلا لوگوں کو بتدریج صحت ہوتی جائے گی اور وہ مہینہ بھر کے روزوں کے بعد اپنے جسم کو ہلکا پھلکا پائیں گے، بدن کو چاق چوبند دیکھیں گے۔ اور اپنے جسم میں ایک نئی زندگی کی لہریں دوڑتی ہوئی۔

تحریر: — محمد طفیل ہاشمی ایم اے — لاہور

یونان سے بغداد تک —— کاروانِ علم و حکمت

"مستشرقین کا ایک گروہ کہتا ہے کہ مسلمانوں نے عقائد عیسائیت سے، تصوف ہندوؤں سے، فقہ رومہ سے اور علوم عقلیہ یونان سے مستعار لے کر کشکولِ گدائی کے ایک ملغوبے کو اسلام کا نام دے دیا ہے۔ اس مقالہ میں مندرجہ بالا "تحقیق" کے صرف آخری حصہ پر گفتگو کی گئی ہے۔"

قرآن حکیم صحیفۂ کائنات میں غور و تدبر کی دعوت دیتا ہے کائنات کی ظاہری بے ترتیبی، سیاروں کی بزم پریشاں، شب و روز کا اختلاف، سلسلۂ کوہستان کی بلند و پست چوٹیاں، انسانی دنیا میں الوان طبائع کا تفاوت، حشرات و حیوانات کی بے آہنگی، زرع و اشجار کی ظاہری بے نظمی کا بار بار تذکرہ انسان کے رہوارِ تفکر کے لئے مہمیز کا کام دیتا ہے۔ مطالعۂ کائنات کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن میں مسائل فقہیہ پر صرف ڈیڑھ سو آیات ہیں، جبکہ مطالعۂ کائنات کے متعلق سات سو چھپن آیات موجود ہیں۔ اس لئے یہ کہنا کہ مسلمانوں نے علوم عقلیہ کے لئے اہل یونان کی دریوزہ گری کی ہے سراسر تعصب پر مبنی اور حقائق سے آنکھیں بند کر لینا ہے یہ درست ہے کہ مسلمانوں نے یونانیوں سے کچھ علوم اخذ کئے ہیں۔ لیکن کیا انہوں نے ان علوم کو من و عن قبول کر لیا۔ یا ان کو عقل و فکر کی کسوٹی پر پرکھ کر ان کی تصحیح کرنے کے بعد انہیں عقل و فکر کی جولانگاہ سے تجربہ و مشاہدہ کے میدان میں اتار لائے۔

تعارفِ اوّلین

حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں جب اسکندریہ فتح ہوا (۲۱ھ)، تو اسکندریہ کا سب سے بڑا فلسفی یحییٰ النحوی زندہ تھا۔ حضرت عمرو بن العاص نے اس کی علمی شہرت سن کر اُسے بلا بھیجا۔ ابطال تثلیث اور فنائے عالم پر اس کے خیالات سنے۔ اس کے منطقی اور فلسفیانہ دلائل جن سے عرب ہنوز ناآشنا تھے، سن کر بے حد مسرور ہوئے یہ علوم عقلیہ کی پہلی آواز تھی جو اسکندریہ سے اٹھی اور مسلمانوں کے قلوب و اذہان میں ارتعاش و اہتزاز پیدا کر گئی۔ لیکن اس کا علمی اثر عہد بنو اُمیہ میں ظاہر ہونا شروع ہوا۔ جب کہ خالد بن یزید م (۸۵ھ) نے یحییٰ النحوی سے طب کی تعلیم حاصل کی [1]

بنو اُمیہ میں خالد بن یزید نے یونانی فلسفیوں کو جو مصر میں اقامت گزیں تھے اور عربی، قبطی اور یونانی میں کامل دستگاہ رکھتے تھے جمع کیا اور ان سے فن کیمیا کی کئی یونانی اور قبطی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کرایا۔ اسلامی عہد میں یہ پہلا ترجمہ تھا جو ایک زبان سے دوسری زبان میں کیا گیا [2]

فراہمیٔ کتب

عہد بنو عباس میں منصور کے دور حکومت میں یونان، جندیسابور اور ہندوستان کی کئی کتب جمع کی گئیں، اور ان کے ترجمے بھی ہوئے۔ منصور نے کچھ کتابیں طبعیات کی قیصر روم سے طلب کی تھیں۔ جو قیاصرۂ روم کے کتب خانہ میں گمنامی کی حالت میں پڑی ہوئی تھیں کیونکہ عیسائی مذہب میں ان کی تعلیم خلاف قانون تھی [3]

اس کے بعد ہارون الرشید نے منصور کے کام کو وسعت دی۔ اس کے عہد میں جب انگورہ، عموریہ اور روم کے تمام شہر فتح ہوئے وہاں سے طب کی بہت سی قدیم کتابیں ملیں [4] نیز برامکہ کے ذریعہ ہندوستان کی بہت سی کتابیں بغداد میں متعارف ہوئیں [5] فارسی کتب حکمت کا ایک معتد بہا ذخیرہ جمع ہو گیا تھا

الغرض ہارون الرشید کے زمانے میں ان کتابوں کا اس قدر ذخیرہ فراہم ہو گیا تھا کہ اس نے کتب خانے کی شکل اختیار کر لی تھی [6]

تاہم اب تک یونانی کتب خانے کی تلاش و جستجو کا کوئی باقاعدہ اہتمام نہیں کیا گیا تھا۔ بلکہ جو کتابیں خود بخود ملتیں ہارون نے یوحنا بن ماسویہ اور فضل بن نوبخت سے ان کا ترجمہ کرایا تھا۔ لیکن اب تک جو سرمایہ جمع ہوا تھا وہ مامون کے علمی شوق کے لئے کافی نہ تھا۔ مامون بے پناہ علمی ذوق اور تحقیقی تڑپ رکھتا تھا۔ اس کی آتش شوق پر اس کے ایک خواب نے تیل کا کام دیا۔

مامون نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک پُروقار شخصیت منبر پر جلوہ پیرا خطبہ دے رہی ہے۔ مامون نے قریب جا کر پوچھا "آپ کا اسم گرامی؟ جواب ملا "ارسطو" مامون فرطِ مسرت سے بے خود ہو گیا۔ پھر عرض کیا دنیا میں کیا چیز اچھی ہے۔ ارسطو نے جواب دیا "جس کو عقل تسلیم کرے" مامون نے اس کے علاوہ متعدد سوال کئے اور ان کے جوابات سے اس قدر متاثر ہوا کہ ابن الندیم کے خیال میں "یہی خواب یونانی کتب کے ترجمے کا قوی ترین سبب ہوا [7]"

بیدار ہوتے ہی المامون نے قیصر روم کو خط لکھا کہ ارسطو کی جس قدر تصانیف مل سکیں دار الخلافہ کو روانہ کر دی جائیں۔ قیصر تعمیل ارشاد پر مستعد ہوا مگر روم کی اطراف میں علوم عقلیہ گمنام ہو چکے تھے بڑی تلاش کے بعد ایک راہب طلاحیس نے پتہ دیا کہ یونان میں ایک مکان ہے جو قسطنطین کے زمانے سے مقفل چلا آ رہا ہے اور جتنے تاجدار اس کے بعد تخت نشین ہوتے قفلوں کی تعداد بڑھاتے گئے قسطنطین نے علوم عقلیہ کی تمام کتابیں ہر جگہ سے جمع کر کے اس مکان میں بند کرا دی تھیں کہ اگر آزادانہ غور و فکر کی دعوت دینے والے لٹریچر کو آزادی دی گئی تو دین عیسوی کو سخت صدمے اٹھانے پڑیں گے۔ راہب کی ہدایت پر یہ پُرخطر خزانہ کھولا گیا تو بہت سی کتابیں محفوظ ملیں لیکن قیصر کو خیال آیا۔ کہ کہیں مسلمانوں کے ساتھ ایسی فیاضی مذہباً ممنوع نہ ہو۔ راہب نے فتویٰ صادر کر دیا کہ یہ تو مذہب عیسوی پر بہت بڑا احسان اور بجائے خود کارِ خیر ہے۔ کیونکہ اگر مسلمانوں میں علوم عقلیہ کی اشاعت ہوئی تو ان کے مذہبی جوش کو ٹھنڈا کر دے گی چنانچہ قیصر نے پانچ اونٹ لاد کر فلسفہ کی کتابیں مامون کے پاس روانہ کر دیں [8]

نیز مامون نے حجاج بن مسطر، ابن البطریق اور سلم کو اس غرض سے روم بھیجا کہ اپنی پسند کی کتابیں انتخاب کر کے لائیں یوحنا بن ماسویہ بھی کتابوں کی تلاش میں روم گیا حنین بن اسحاق نے کتابوں کی تلاش میں بہت سے شہروں کا سفر کیا حتیٰ کہ اقصائے بلاد روم تک پہنچ گیا۔ آرمینیہ، مصر، شام، سیپرس اور دوسرے مقامات میں بھی قاصد بھیجے گئے اور لاکھوں روپے عنایت کئے گئے کہ جس قدر صرف ہو اور جس طرح ممکن ہو سائنسی اور فلسفی تصانیف بہم پہنچائیں [9]

اسی زمانے میں قسطا بن لوقا ایک عیسائی عالم تھا وہ اپنے شوق سے روم گیا اور فنون حکمت کی بہت سی کتابیں بہم پہنچائیں مامون کو معلوم ہوا تو اسے بیت الحکمت میں مترجم مقرر کر دیا۔ مامون کے جذبۂ فراہمی کتب کو دیکھ کر تمام دربار میں جوش پھیل گیا محمد، احمد اور حسن نے جو مامون کے خاص ندیم اور ہندسہ، حیل اور موسیقی میں استاد مشہور تھے روم کے اطراف میں بہت سے ایلچی بھیجے اور فنون حکمیہ کی ہزاروں کتابیں منگوائیں [10]

مسلمانوں کی فراہمی کتب کی کوششوں کا تذکرہ کرتے ہوئے علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں کہ "یہ کہنا قریباً صحیح ہے کہ یونان، اٹلی، سسلی اور اسکندریہ کا کوئی علمی سرمایہ ایسا باقی نہیں رہا تھا۔ جو دار السلام منتقل نہ ہو گیا ہو [11]"

لیکن مسلمانوں کا اصلی کارنامہ یونانی کتب کی فراہمی اور ان کا ترجمہ نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کا اصلی کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے ان علوم کی بنیاد تجربہ اور مشاہدہ پر رکھی یونانی علوم و فنون پر تنقیدی نگاہ ڈالی۔ اور خود بہت کچھ ایجادات و اختراعات کیں۔ ان کے اصول و قواعد پر اعتراضات کئے ان کے

---

[1] الفہرست لابن الندیم ص ۳۵۴، طبقات الاطباء ص ۱۰۴ [2] الفہرست ص ۴۹۷ [3] مقدمہ لابن خلدون ص ۴۰۰ [4] ابن القفطی: تاریخ الحکماء ص ۲۴۹ [5] عبد الرزاق: البرامکہ ص ۱۰۲ [6] ابن القفطی تاریخ الحکماء ص ۲۵۵ [7] ابن الندیم: الفہرست ص ۳۹۹ [8] ابن القفطی تاریخ الحکماء ص ۲۴۸ [9] ایضاً [10] ابن القفطی تاریخ الحکماء ص ۲۰۷ [11] شبلی نعمانی المامون ص ۱۶۵

ردمیں کتابیں لکھیں۔ اور خذ ما صفا دع ما کدر پر عمل کیا۔

عربوں کے علمی تحقیق کے طریقے

مشہور مغربی مصنف "بریفالٹ" اپنی کتاب "تشکیلِ انسانیت" میں رقمطراز ہے کہ عربوں نے تحصیل علوم میں جو مستعدی ظاہر کی وہ فی الواقع حیرت انگیز ہے اس امر کی نہ کوئی مثال پہلے موجود تھی نہ اب تک ہے کہ کسی وسیع سلطنت کے طول عرض میں حکمران طبقے اتنے بڑے پیمانے پر حصول علم کی مجنونانہ خواہش سے سرشار ہو گئے ہوں۔ خلفاء اور امراء اپنے محلوں سے اٹھ کر کتب خانوں اور رصدگاہوں میں جا گھستے تھے۔ وہ اپنے امور سلطنت سے عام طور پر غفلت برتتے اور نظم ونسق خاطر خواہ نہ ہوتا تھا۔ لیکن اہل علم کے خطبات سننے اور ان سے مسائل ریاضی کے متعلق گفتگو کرنے میں ہرگز کوتاہی نہ کرتے مسودات و مخطوطات اور نباتاتی نمونوں سے لدے ہوئے کارواں بخارا سے دجلہ تک اور مصر سے اندلس تک رواں دواں رہتے۔ صرف کتابوں اور معلموں کے حصول کی خاطر قسطنطنیہ اور ہندوستان کو خاص سفیر بھیجے جاتے تھے۔ کسی سلطنت سے تاوان جنگ وصول کرنے کے سلسلہ میں یونانی مصنفین یا کسی ممتاز ریاضی دان کی تصنیف حاصل کرنے کا مطالبہ کیا جاتا تھا۔ ہر مسجد کے ساتھ ایک مدرسہ ملحق ہوتا تھا۔ وزراء سلطنت کتب خانوں کے قیام، مدارس کے لئے اوقاف کے انتظام اور غریب طلبہ کے لئے وظائف کے اہتمام میں اپنے آقاؤں سے بھی آگے بڑھ جانا چاہتے تھے۔ اہل علم کو بلا امتیاز نسل و مذہب دوسرے سب لوگوں پر فوقیت دی جاتی تھی [۱۲]

آج کے دور میں یہ امر مسلّم ہے کہ تجربہ اور مشاہدہ کو عمدہ سے عمدہ کتاب پر ترجیح ہے۔ کتابوں کی افادیت اپنی جگہ ناقابلِ انکار ہے لیکن ان سے وہ علم حاصل نہیں ہوتا جو تجربہ اور مشاہدہ سے حاصل ہوتا ہے۔ عین ممکن ہے کہ کسی شخص کا دماغ دوسروں کے علوم سے بھرا ہوا ہو۔ مگر اس میں خود تحقیق واختراع کا مادہ موجود نہ ہو۔ اور وہ شاگردی کی حالت میں استادی کی حالت کو پہنچ ہی نہ سکے تجربہ اور مشاہدہ کو اقوال اساتذہ کے مقابلہ میں تحقیقات علمی کے اصول قرار دینا عموماً بیکن کی طرف منسوب کیا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کے موجد عرب تھے [۱۳]

عربوں کو ایران، شام سے جو یونانی علوم کا ذخیرہ ملا تو انہوں نے صرف اس کے ترجمے پر اکتفاء نہ کیا بلکہ ان علوم پر تنقید بھی کی [۱۴] عرب محققین نظریے کو چنداں اہمیت نہیں دیتے تھے بلکہ ٹھوس حقائق کی جمع آوری میں مصروف رہتے تھے [۱۵] یونانی اگرچہ اپنے علوم کو مرتب کرتے تھے عمومیت دیتے تھے۔ نظریات قائم کرتے تھے لیکن صابرانہ تحقیق وتفتیش معلومات علم کی فراہمی، سائنس کی باریک بینی، مفصل وطویل مشاہدات اور تجرباتی تجسس یہ سب لوازم علمی یونانی مزاج سے قطعاً بعید تھے ہم جس چیز کو سائنس کے نام سے موسوم کرتے ہیں وہ ان امور کا نتیجہ ہے کہ تحقیق کی نئی روح پیدا ہو گئی، تفتیش کے نئے طریقے معلوم کئے گئے۔ تجربے، مشاہدے اور پیمائش کے اسلوب اختیار کئے گئے ریاضیات کو ترقی کی راہ پر گامزن کیا گیا۔ اور یہ سب کچھ ایسی شکل میں نمایاں ہوا جس سے یونانی بالکل بے خبر تھے۔ دنیائے یورپ میں اس روح اور ان اسالیب کو رائج کرنے کا سہرا عربوں کے سر ہے۔ [۱۶]

ہامبولڈ لکھتا ہے "علمی ترقی کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ انسان خود اور اپنے ارادہ سے یعنی بذریعہ تجربہ حوادث طبعیہ کو پیدا کر سکے اور عربوں نے یہ درجہ جس سے متقدمین بالکل ناواقف تھے حاصل کر لیا تھا [۱۷]

موسیو سیدیو لکھتے ہیں "دار العلوم بغداد کی تعلیم میں بہت بڑی بات یہ تھی کہ اس کی طرز استدلال بالکل علمی اصول پر مبنی تھی یعنی معلوم کے ذریعہ سے نامعلوم کو دریافت کرنا، حوادث کا درست مشاہدہ کر کے ان معلومات کے ذریعے سے علل نکالنا، انہیں قضایا کو ماننا جو تجربہ سے ثابت ہو چکے ہوں۔ یہ ان اساتذہ کے اصول تحقیق تھے نویں صدی عیسوی کے عربوں کو یہ پُرنتائج طریقہ تحقیق معلوم ہوا تھا جو سالہائے دراز کے بعد ہمارے حال کے محققین کے ہاتھوں اکتشافات اور ایجادات کا ذریعہ بن گیا [۱۸]

موسیو ڈیلامبر اپنی تاریخ ہیئت میں لکھتے ہیں "اگر یونانیوں میں بمشکل دو یا تین اجرام سماوی کے مشاہدہ کرنے والے تھے تو عربوں میں بکثرت ایسے لوگ موجود تھے۔ یونانیوں میں علم کیمیا کا تجربہ کرنے والا کوئی نہ تھا جبکہ عربوں میں سینکڑوں موجود تھے [۱۹]

بریفالٹ کے مطابق "بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ دمشق، بغداد اور قاہرہ کی رصدگاہ میں بارہ بارہ سال سے بھی زیادہ مدت تک فلکیاتی مشاہدے جاری رہتے۔ عربوں کے علم ہیئت نے کوئی کوپرنیکس اور نیوٹن پیدا نہیں کیا لیکن انہوں نے جو کچھ کیا اس کے بغیر کوپرنیکس اور نیوٹن پیدا ہو ہی نہیں سکتے تھے۔ [۲۰]

الغرض عربوں نے یونانی علوم کو ایک شاگرد اور مقلد کی حیثیت سے نہیں پڑھا بلکہ انہوں نے یونانیوں سے جتنے علوم بھی حاصل کیے انہیں دلائل کی کسوٹی پر پرکھا، مشاہدے کی سان پہ چڑھایا اور تجربے کی بھٹی سے گذارا نتیجۃً عربوں نے یونان سے علمی ذخیرہ لیا تھا۔ اسے بالکل بدل کر آنے والی نسلوں تک پہنچایا اور طب، کیمیا، جغرافیہ، ریاضی، فلکیات اور حیاتیات غرضیکہ سائنس کے تمام شعبوں میں یونانیوں کی تنقید، تردید اور تصحیح کرتے ہوئے تخلیقی کارنامے سرانجام دیے۔

---

[۱۲] بریفالٹ: تشکیل انسانیت ص ۲۴۳ [۱۳] لیبان: تمدن عرب ص ۴۰۰ [۱۴] لیبان تمدن عرب ص ۳۹۹ [۱۵] بریفالٹ: تشکیل انسانیت ص ۲۴۹ [۱۶] ایضاً ص ۲۵۰ [۱۷] لیبان: تمدن عرب ص ۴۰۰ [۱۸] سیدیو: تاریخ العرب العام ص ۲۹۷ [۱۹] لیبان: تمدن عرب ص ۴۰۰ [۲۰] بریفالٹ: تشکیل انسانیت ص ۲۵۰۔

استقبالِ رمضان المبارک

حافظ نور محمد انور

ہو مبارک مومنو! پھر آ گیا ماہِ صیام — ساتھ لے کر خیر و برکت اور رحمت کا پیام
چار سُو چھائی ہوئی ہے فضل و رحمت کی گھٹا — نورِ حق سے جگمگا اٹھی ہے عالم کی فضا
یہ مہینہ ہے مکرّم اس کی اونچی شان ہے — اس مبارک ماہ میں نازل ہوا قرآن ہے
خیر مقدم جو کرے گا اس مہِ ذی شان کا — اس پہ لطفِ خاص سمجھو ہو گیا رحمان کا
ہوٹلوں کے مالکوں سے ہے خصوصی التجا — بند رکھیں دن کو ہوٹل کچھ کریں خوفِ خدا
جو مقدّر میں ہے روزی وہ تمہیں مل جائیگی — اس کی برکت سے جو دولت آنی ہے وہ آئے گی
آنی و فانی ہے دنیا، مال ہے ناپائیدار — مومنوں کو کب روا ہے حرصِ دنیا کا شعار
ایک دن سب کو یہاں سے کوچ کرنا ہے ضرور — آج زندہ رہ گئے تو کل کو مرنا ہے ضرور
سب دھرے رہ جائیں گے دنیا کے یہ مال و محل — ساتھ اگر جائیں گے اپنے تو فقط صالح عمل

جس نے انورؔ اس مہینے کا کیا ہے احترام
اس نے حاصل کر لیا فردوس میں اونچا مقام

مقتبس —— حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دارالعلوم دیوبند

رمضان المبارک کی فضیلت و عظمت

اور —— روزہ کے مسائل

رمضان شریف اسلام میں ایک نہایت ہی مقدس مہینہ ہے اس کی سب سے بڑی اور بنیادی عبادت روزہ ہے جو نفس کو مانجھنے اور صاف کرنے میں خاص اثر رکھتا ہے اس مبارک مہینہ میں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر گنا ہو جاتا ہے۔

رمضان شریف کا خاص مشغلہ تلاوت قرآن حکیم اور اپنے اوقات کو یاد خداوندی سے بھرپور رکھنا ہے روزے میں جھوٹ، غیبت، چغل خوری وغیرہ معاصی روزہ کو کالعدم اور روزہ دار کو قریب بہلاک کر دیتے ہیں جس سے بچنا بہت ضروری ہے۔

روزے میں نیت کی ضرورت

روزے میں نیت شرط ہے۔ (نیت کے معنی دل کے ارادہ کے ہیں) اگر روزے کا ارادہ نہیں کیا اور تمام دن کچھ کھایا پیا نہیں تو روزہ ادا نہیں ہوگا۔ رمضان کے روزے کی نیت نصف دن سے پہلے تک کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ صبح صادق ہونے کے بعد کچھ کھایا پیا نہ جائے اور کوئی کام جو روزے کا مفسد ہو نہ کیا ہو۔ اس کے بعد اگر نیت کرے گا تو معتبر نہ ہوگی۔ زبان سے نیت کرنی فرض نہیں۔ لیکن بہتر اور مستحب یہ ہے کہ سحر کا کھانا کھا کر اس طرح نیت کر لیا کرے۔ وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ۔

اگر افطار کے وقت ہی اگلے روزے کی نیت کر لی تب بھی جائز ہے۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ نیت کے بعد کھانا پینا جائز نہیں۔ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ بلکہ صبح صادق ہونے سے پہلے تک کھانا پینا وغیرہ بلاشبہ درست ہے۔ نیت کی ہو یا نہ کی ہو۔

جن چیزوں سے روزہ نہیں جاتا

بھول کر کھانا پینا روزہ کو نہیں توڑتا۔ بلا اختیار گرد و غبار مکھی یا مچھر چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ آٹا پیسنے والے یا تمباکو کوٹنے والے کے حلق میں جو آٹا وغیرہ اڑ کر جاتا ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ کان میں پانی چلا جائے یا خود بخود قے آجائے یا خواب میں غسل کی حاجت ہو جائے یا قے اگر خود بخود لوٹ جائے ان سب باتوں سے روزہ نہیں جاتا۔ اور کچھ خلل نہیں آتا۔ آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ نہیں جاتا۔ تھوڑی سی قے آئی اور قصداً لوٹا کر نگل گیا تو اس میں اختلاف ہے اگر روزہ

میں کوئی بھول کر کھا پی رہا ہے اور قوی تندرست ہے تو اس کو یاد دلا دینا ضروری ہے اگر ضعیف و ناتواں ہے تو نہ یاد دلانا درست ہے۔ اگر خود بخود یا مسواک وغیرہ سے دانتوں سے خون نکلے لیکن حلق میں نہ جائے تو روزے میں خلل نہیں آتا۔ اگر خواب میں یا صحبت کرنے سے رات کو غسل کرنے کی حاجت ہوئی اور صبح صادق ہونے سے پہلے غسل نہ کیا تو روزے میں خلل نہیں آتا اگر دن کو سوتے ہوئے غسل کی حاجت ہوگئی تو روزہ میں ذرا بھی نقصان نہیں آتا۔ انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ لیکن دماغ اور معدہ میں اگر براہ راست کوئی دوا وغیرہ پہنچائی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

جن چیزوں سے قضا واجب ہوتی ہے

کان یا ناک میں دوا ڈالنا، قصداً منہ بھر قے کرنا منہ بھر قے آئی تھی اس کو نگل جانا، کلی کرتے ہوئے حلق میں پانی اتر جانا یہ سب چیزیں روزے کو توڑ ڈالنے والی ہیں۔ مگر صرف قضا واجب آئے گی۔ کفارہ واجب نہیں۔ کنکر یا لوہے، تانبے وغیرہ کو نگل جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اور صرف قضا واجب ہوگی۔ کفارہ نہیں۔ رات سمجھ کر صبح صادق کے بعد سحری کھائی تو اس روزہ کی قضا واجب ہوگی۔ دن باقی تھا، غلطی سے یہ سمجھ کر کہ آفتاب غروب ہوگیا روزہ کھول لیا تو صرف قضا واجب ہوگی۔ کفارہ نہیں۔ جان بوجھ کر بدون بھولنے کی صحبت کرنا، کھانا، پینا روزہ کو توڑتا ہے، اور قضا بھی آتی ہے اور کفارہ بھی۔ کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام کو آزاد کیا جائے اس کی طاقت نہ ہو تو متواتر ساٹھ روزے رکھنا اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلانا (مفصل حال کسی عالم سے دریافت کر لو۔)

جن چیزوں سے روزہ مکروہ ہوتا ہے
اور جن سے مکروہ نہیں ہوتا

بلا ضرورت کسی شئے کو چبانا، نمک وغیرہ کو چکھ کر تھوک دینا مکروہ ہے قصداً تھوک منہ میں اکٹھا کر کے نگل جانا مکروہ ہے تمام دن ناپاک رہنا گناہ ہے اور روزہ بھی مکروہ ہو جاتا ہے۔ فصد کرانا پچھنے لگوانا روزہ میں مکروہ ہے۔ غیبت، بدگوئی، لڑائی جھگڑا روزہ کو مکروہ کر دیتے ہیں۔ اور ثواب بہت کم رہ جاتا ہے۔ مسواک کرنا، سر یا مونچھوں پر تیل لگانا مکروہ نہیں سرمہ لگانے یا سرمہ لگا کر سو جانے سے روزے میں خلل نہیں آتا ناواقف لوگ جو مکروہ سمجھتے ہیں بالکل غلط ہے۔ خوشبو کو سونگھنا مکروہ نہیں اگر بیوی کو اپنے خاوند، نوکر کو اپنے آقا کے غصہ کا اندیشہ ہو تو کھانے کا نمک چکھ کر تھوک دینا مکروہ نہیں۔ آنکھ میں دوا ڈالنا مکروہ نہیں ہے۔

روزہ نہ رکھنے کی اجازت

اگر مرض کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو رمضان میں روزہ نہ رکھے تندرستی کے وقت قضا کرے اگر روزہ کی وجہ سے مرض کے زیادہ ہو جانے کا خوف ہے تب بھی روزہ چھوڑ دینا جائز ہے، پھر قضا رکھے حاملہ کو اگر بچے یا اپنی جان کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو روزہ توڑ دینا اور پھر قضا کر لینا جائز ہے۔ اپنے یا غیر کے بچہ کو دودھ پلاتی ہو اور روزہ رکھنے کی وجہ سے ضرر ہو تو قضا کر لینا جائز ہے ہمارے نواح کے چھتیس کوہ یعنی اڑتالیس میل (۴۸ ۱/۲ ۷۷ کلومیٹر) کا سفر یا اس سے زیادہ ہو وہ سفر سفر شرعی کہلاتا ہے۔ یعنی ایسے سفر میں مسافر کو اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے واپس آکر قضا کرے اگر کوئی مسافر دوپہر سے پہلے اپنے وطن پہنچ گیا اور اب تک کوئی چیز کھائی نہیں نہ ہی کچھ پیا تو اس پر واجب ہے کہ روزہ پورا کرے۔ کیونکہ اب سفر کا عذر باقی نہیں رہا۔

اگر کوئی شخص کسی تیز سواری یا ریل میں دو تین گھنٹے میں ۷۷ ۱/۲ کلومیٹر پہنچ جائے گا تو اس کے لئے بھی سفر کی رخصت یعنی نماز کا قصر اور افطار کی اجازت حاصل ہو جائے گی۔ بہت بوڑھا ضعیف جس کو روزہ میں نہایت شدید تکلیف ہوتا ہے روزہ نہ رکھے اور ہر روزے کے بدلے پونے دو سیر (بوزن انگریزی)، یا ایک کلو ۶۳۳ گرام گندم ایک مسکین کو دے۔ لیکن اگر پھر کبھی طاقت آجائے گی تو قضا ضروری ہو جائے گی۔ عورت کو اپنے نسوانی جسم یعنی حیض کے ایام میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔ اسی طرح پیدائش کے بعد جتنے روز نفاس کا خون آوے جب خون بند ہو جائے روزہ رکھنا چاہیئے اور رمضان شریف کے بعد ان دنوں کے روزے کی قضا ضروری ہے۔ جن دنوں میں یہ عذر رہا ہے۔ جن لوگوں کو روزے چھوڑنے کی اجازت ہے ان کو بلا تکلیف سب کے سامنے کھانا پینا نہیں چاہیئے —— بلکہ تعظیم رمضان المبارک لازم ہے

روزہ کا توڑنا اور اس کی قضا

فرض روزے کو بلا کسی شدید تکلیف اور قوی عذر کے توڑنا جائز نہیں۔ پس اگر ایسا سخت بیمار ہوگیا کہ روزہ نہ توڑے تو جان کا اندیشہ غالب ہے یا بیماری بڑھ جانے کا احتمال قوی ہے یا ایسی شدید پیاس لگی ہے کہ مر جائے گا تو روزہ توڑ ڈالنا جائز بلکہ واجب ہے۔ اگر کسی عذر سے روزے قضا ہو گئے ہوں تو جب عذر جاتا رہے جلد ادا کر لینا چاہیئے کیونکہ زندگی کا بھروسہ نہیں کیا خبر موت آجائے اور فرض ذمہ رہے۔ مثلاً بیمار کو مرض سے صحت پانے کے بعد اور مسافر کو سفر سے آنے کے بعد جلد ادا کر لینا چاہیئے قضا رکھنے میں اختیار ہے کہ متواتر رکھے یا جدا جدا متفرق اگر قضا رکھنے کا وقت پایا لیکن بغیر ادا کئے مر گیا تو مناسب ہے کہ وارث ہر روزہ کے بدلے

مبارک ہیں وہ لوگ جو اس مہینہ کی برکات سے آگاہ ہیں

رحمتِ خداوندی ہر آن سایہ فگن رہتی ہے

اس مبارک مہینہ کی سب سے بڑی اور اصولی فضیلت تو وہی ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں کیا گیا ہے یعنی یہ کہ اللہ تعالیٰ کا مقدس کلام اور آخری پیغام نازل ہوا۔ جس نے ہمیشہ کے لئے نجات کی راہ اور حق کے راستے کو روشن کر دیا۔ اور جس کے ذریعہ لوگوں پر سعادت کے دروازے کھول دئے

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس وبینات من الھدیٰ والفرقان ؕ

رمضان شریف وہ برکت اور فضیلت والا مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے۔ جو لوگوں کے واسطے ہدایت اور راہِ حق کی روشن دلیل ہے۔ اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔ (سورۃ البقرہ۔ رکوع ۲۳۔ پارہ ۲۔)

فی الحقیقت جس موسم اور جس مہینہ میں اللہ پاک کا اتنا بڑا لطف و کرم اپنے بندوں پر ہوا ہو اس سے زیادہ معظم اور محترم مہینہ اور ہو بھی کون سکتا ہے۔ کسی عاشق مزاج سے پوچھئے کہ بتلاؤ کون سا دن اور کون سا مہینہ سب سے بہتر ہے وہ اگر جذباتِ عشق کا سچا سرمایہ دار ہوگا تو یہی کہے گا کہ جس دن اور جس زمانہ میں محبوب کی نظر کرم میری طرف متوجہ ہو اور وہ مجھے اپنا دیدار یا ہمکلامی کا شرف بخشے یا مقامِ قرب ہی سے نوازے سے

خوشا وقتے و خرم روزگارے
کہ یارے برخورد از وصل یارے

علیٰ ہذا اگر آپ اس سے پوچھیں کہ بتلاؤ کونسی بستی اور کونسا شہر سب سے اچھا ہے۔ تو وہ یہی جواب دے گا کہ جہاں میرا محبوب بستا ہے عارف رومی نے کہا ہے سے

گفت معشوقے بعاشق کے فتا!
تو بغربت دیدۂ بس شہرہا
پس کدامے شہر زانہا خوشتر است
گفت آں شہرے کہ دروے دلبر است

بہر حال رمضان المبارک کا سب سے بڑا شرف یہی ہے کہ خدا کی رحمت کی آخری اور مکمل قسط نجات و فلاح کا دستور اور حیات ابدی کا قانون بن کر قرآن کی شکل میں اسی مبارک مہینہ میں نازل کی گئی یعنی اسی ماہ مبارک میں اس کا نزول شروع ہوا۔ یوں تو مولا علیم بصیر ہے سب کچھ ہر وقت دیکھتا ہے مگر یہ دیکھنا ایک خاص قسم کا ہے یہ وہی دیکھنا اور وہی نظر ہے جس کے لئے عشاق تڑپتے اور مرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں سے

ہزار عمر فدائے دمے کہ من از شوق
بخاک و خون تپم و گوئی برائے من است

حضرت کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار صحابہ سے فرمایا کہ منبر کے پاس آپ لوگ جمع ہو جائیں جب سب حاضر ہو گئے تو حضور ﷺ منبر پر رونق افروز ہوئے جب آپ ﷺ نے منبر کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا آمین اور پھر دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا آمین۔ اور پھر تیسری سیڑھی پر قدم رکھا تو فرمایا آمین۔ اس کے بعد جب آپ خطبہ دے چکے تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج ہم نے آپ سے ایک ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ یعنی منبر پر جاتے ہوئے ہر سیڑھی پر قدم رکھتے ہوئے آمین کہنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں جبریلؑ اس وقت میرے پاس آئے اور جب میں نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو انہوں نے فرمایا "وہ ملعون اور رحمت خدا سے دور ہو وہ جو رمضان کا مہینہ پائے اور پھر بھی اپنی مغفرت کا سامان کر کے مغفرت حاصل نہ کرے" اس پر میں نے کہا آمین پھر جب میں نے دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا "ملعون ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ ﷺ کا ذکر آئے اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے" اس پر بھی میں نے کہا آمین۔ پھر جب میں نے تیسری سیڑھی پر پہنچا تو انہوں نے کہا وہ ملعون اور رحمت خدا سے دور ہو وہ بدبخت جو اپنے ماں باپ یا دونوں میں سے کسی ایک کا بڑھاپا پائے پھر بھی ان کی خدمت و اطاعت کر کے جنت کا استحقاق پیدا نہ کرے" اس پر بھی میں نے کہا آمین۔ (مستدرک حاکم)

یہ حدیث بہت ہی عبرت کے قابل اور ڈرنے کے لائق ہے۔ تین قسم کے جن بدنصیب مجرموں کے لئے خدا کے حکم سے اس کے مقرب فرشتہ جبریل نے منبر نبوی ﷺ کے پاس کھڑے ہو کر رحمت سے دوری اور محرومی کی بد دعا کی (جو

خدا ترسی دل کو ہر

خوف سے پاک کر دیتی ہے

نفع و نقصان اسی

کے ہاتھ میں ہے

لعنت کا مفہوم ہے) اور جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی۔ ان کی بدبختی کا کیا ٹھکانا ہے۔ درحقیقت رحمتوں اور برکتوں والا یہ مہینہ (رمضان)، اور اس میں رحمت و برکت و مغفرت کی یہ ارزانی بندوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اور اس کو غفلت سے گزار دینا اس نعمت عظمیٰ کی سخت درجہ کی مجرمانہ ناقدری ہے رمضان المبارک کی جن برکتوں اور رحمتوں اور رحمت و مغفرت کے اسباب کی جس فراوانی و ارزانی کا ذکر احادیث بالا میں کیا گیا ہے۔ ان کو پیش نظر رکھنے کے بعد خود ہی یہ معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ رحمت و مغفرت کی اس ارزانی و فراوانی کے زمانہ میں بھی جب کہ دریائے رحمت میں جوش میں آجاتا ہے اور اعمال

مومنوں کے دل قرآن

اور اللہ کی یاد اور اس کے سچے دین

کے سامنے جھک جاتے ہیں اور نرم ہو کر

گڑگڑاتے ہیں ایمان کی علامت یہ ہے

کہ دل نرم ہو نصیحت اور خدا کی یاد کا اثر جلد قبول ہو

حسنہ کا ثواب ستر گنا یا اس سے بھی زیادہ کر دیا جاتا ہے۔ تو رحمت کی اس موسلا دھار بارش اور مغفرت کی تیز ہواؤں کے زمانہ میں بھی جو بدبخت انسان کچھ نہ کرے اور غفلت و گناہوں ہی میں مست و مگن رہے۔ خود ہی سمجھا جا سکتا ہے کہ اس سے زیادہ محروم اور بدقسمت شخص اور کون ہوگا۔

اِنشاءَ اللہ

ڈاکٹر قمر میرٹھی

کالے بادل چھٹ جائیں گے جلد ہی انشاء اللہ
روشن روشن دن آئیں گے، جلد ہی انشاء اللہ

نئے سرے سے چڑھا رہے ہیں وطن کو ہم پروان
اس کی تعمیرِ نو پر تن، من، دھن سب قربان
شان اپنی واپس لائیں گے، جلد ہی انشاء اللہ
کالے بادل چھٹ جائیں گے جلد ہی انشاء اللہ
روشن روشن دن آئیں گے، جلد ہی انشاء اللہ

ملک کا گوشہ گوشہ ہوگا امن و سکوں کی جنت
فضلِ خدا سے پھر ملت کی جاگ اٹھے گی قسمت
رحمت کے بادل چھا جائیں گے جلد ہی انشاء اللہ!
کالے بادل چھٹ جائیں گے جلد ہی انشاء اللہ
روشن روشن دن آئیں گے، جلد ہی انشاء اللہ

کل ہم اپنی غفلت سے جو شان گنوا بیٹھے تھے
دولت، حشمت، عظمت، سطوت آن گنوا بیٹھے تھے
اس کو جہاں سے منوائیں گے، جلد ہی انشاء اللہ
کالے بادل چھٹ جائیں گے، جلد ہی انشاء اللہ
روشن روشن دن آئیں گے، جلد ہی انشاء اللہ

راہِ عمل پہ رقصاں رقصاں آگے بڑھتے جاؤ!
جب تک منزل آئے کلمہ نبی کا پڑھتے جاؤ!
بس اب اچھے دن آئیں گے، جلد ہی انشاء اللہ!
کالے بادل چھٹ جائیں گے، جلد ہی انشاء اللہ
روشن روشن دن آئیں گے، جلد ہی انشاء اللہ

فلسفۂ نماز

مضطر گجراتی

سپہر و ارض میں ہے مختلف جلووں کی ارزانی — یہاں آثار خاکی ہیں، وہاں آثار نورانی

یہاں نغمے پرندوں کے، ترانے آبشاروں کے — وہاں سیمیں اشارے جگمگاتے چاند تاروں کے

یہاں دریاؤں کے دلکش سفر، جھیلوں کی رعنائی — وہاں مریخ کی طلعت گری، زہرہ کی انگڑائی

یہاں شورِ عنادل، فرشِ سبزہ، کیف ویرانہ — وہاں جنت کا تاروں کی بھرن میں رقصِ مستانہ

یہاں کوہ و دمن، دشت و چمن، شہکارِ صنعت ہیں — وہاں شمس و قمر کی منزلیں پابندِ فطرت ہیں

یہاں ناسوتیوں کی گفتگو امروز و فردا پر — وہاں لاہوتیوں کا شغل ہو اوجِ ثریا پر

یہاں موسم کے ہنگامے، یہاں سامانِ گلپوشی — وہاں جبروت کا عالم، وہاں ممنوع سرگوشی

غرض جو کچھ زمین و آسماں میں جلوہ فرما ہے — خداوندِ زمین و آسماں کی حمد کرتا ہے

ہر اک تعریف زیبا ہے فقط اس ذاتِ یزداں کو — کُل اشیا پر تصرف دے دیا ہے جس نے انساں کو

طلب کرتی نہیں ہرگز کسی سے اجر ذات اسکی — اگرچہ عرش و فرش اسکے ہیں دن اس کا ہے رات اسکی

مگر واجب ہے انساں پر کہ شکر اس کا بجا لائے — اُسے معبود سمجھے اور اُسی سے مانگتا جائے

نماز اظہارِ شکر و بندگی کا اک قرینہ ہے — ہماری جان مکہ ہے، ہمارا دل مدینہ ہے

نماز اِک رُکن بنیادی ہے ارکانِ شریعت میں — بپا ہوتی ہے جس سے سرمدی تنظیمِ ملت میں

نماز اللہ کا فرمان ہے، فرضِ مسلماں ہے — یہ مومن کے لئے سب سے اہم شے بعدِ ایماں ہے

یہ پہلا فرض تھا نازل ہوا جو عرشِ اعظم سے — اسی کی سب سے پہلے ہوگی پرسش ابنِ آدم سے

نماز افضل جہاد اور فی الحقیقت تاجِ مومن ہے — رسول اللہ فرماتے ہیں یہ معراجِ مومن ہے

نماز اوہامِ باطل سے بچا لیتی ہے انساں کو — خدا سے ہمکلامی کا شرف دیتی ہے انساں کو

جہاں صدق و یقیں کیساتھ ہوتا ہے قیام اس کا — وہاں "تنھیٰ عنِ الفحشاءِ والمنکر" ہے کام اس کا

خشوعِ قلب سے سجدہ ادا کرتا ہے جب کوئی — تو مسجودِ حقیقی اُس کی خود کرتا ہے دل جوئی

صلوٰۃ و صوم کا تارک خدا سے دُور رہتا ہے
نظر بے آسرا رہتی ہے، دل رنجور رہتا ہے

بقیہ :

پونے دو سیر (ایک کلو ۶۳۳ گرام) گندم صدقہ کریں اور اگر مال چھوڑ گیا ہے روزہ کی وصیت کر گیا ہے تو ادا کرنا لازم اور واجب ہے۔

سحری کھانے کا بیان اور فضیلت

روزے کیلئے سحری کھانا مسنون ہے اور باعث ثواب ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "سحر کھایا کرو اس میں برکت ہوتی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ پیٹ بھر کر کھایا جائے بلکہ ایک دو لقمہ یا چھوارے کا ٹکڑا یا دو چار دانے چبائے گا تب بھی ثواب پائے گا افضل اور بہتر یہ ہے کہ رات کے آخری حصہ میں صبح صادق ہونے سے ذرا پہلے کھائے اور اگر دیر ہو گئی اور گمان غالب یہ ہے کہ صبح ہو گئی اور کچھ کھا لیا تو شام تک رکنا اور پھر قضا رکھنا لازم ہے۔ اور اگر کسی مرغ یا معلم نے صبح صادق سے پہلے اذان دے دی تو سحر کھانے کی ممانعت نہیں جب تک کہ صبح صادق نہ ہو جائے بلا تکلف کھاؤ پیو۔

افطار آفتاب غروب ہو جانے کے بعد افطار میں دیر نہ کرنی چاہیئے۔ البتہ جس روز ابر ہو احتیاط کے لئے دیر کرنا بہتر ہے۔ کھجور یا خرما سے افطار کرنا مسنون اور باعث ثواب ہے۔ اور یہ نہ ہو تو پانی بہتر ہے۔ آگ کی پکی ہوئی چیز مثلاً روٹی یا چاول شیرینی وغیرہ سے افطار کرنے سے ہرگز کراہت اور نقصان روزہ میں نہیں آتا۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ کوئی پھل وغیرہ یا کوئی دوسری چیز ہو اور خرما و کھجور سب سے افضل ہے اگر کسی دوسرے کی چیز سے روزہ افطار کرو گے تو تمہارا ثواب ہرگز کم نہ ہوگا۔ اس کو اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے ثواب دے گا پھر تم اس کو واپس کر کے کیوں بخیل کہلاتے ہو البتہ یہ مال حرام یا مشتبہ ہو تو ہرگز قبول نہ کرو یہ حدیث و فقہ سے ثابت ہے اگر روزہ افطار کرنے اور کھانے پینے کی وجہ سے مغرب کی جماعت و نماز میں غروب کے بعد دس یا بارہ منٹ کی تاخیر کر دی جائے تو کچھ مضائقہ نہیں اور افطار کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھ لینا کافی ہے۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ۔

اور افطار کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے ذَھَبَ الظَّمَاءُ وَ ابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالیٰ۔

تراویح اور وتر عشا کے فرض اور سنت کے بعد بیس رکعت تراویح با جماعت مسنون ہے اگر حافظ بلا معاوضہ پڑھنے والا مل جائے تو تمام رمضان میں ایک قرآن مجید ختم کر دینا چاہیئے۔ اس قدر زیادہ پڑھنا مکروہ ہے جس سے اکثر مقتدیوں کو تکلیف ہو اور تین دن سے کم میں ختم کرنا اچھا نہیں اگر تراویح میں دو رکعت پر بیٹھنا بھول گیا اور پوری چار پڑھ کر سلام پھیرا تو ان چاروں کو دو کی جگہ شمار کرنا چاہیئے چاہئے جس شخص کی دو چار رکعت تراویح کی رہ گئی وہ امام کے ہمراہ با جماعت وتر پڑھ لے اور پھر اپنی باقی ۴

۴ تراویح ادا کرے تو درست ہے جس شخص کو عشا کے فرض با جماعت نہیں ملے وہ وتر کو امام کے ساتھ با جماعت پڑھ سکتا ہے جو حافظ روپیہ کی طمع میں قرآن مجید سناتا ہے اس سے وہ بہتر ہے جو اَلَمْ تَرَ کَیْفَ سے پڑھائے اگر اجرت مقرر کر کے قرآن مجید سنایا جائے تو نہ امام کو ثواب ہوگا نہ مقتدیوں کو، اس قدر جلد پڑھنا کہ حروف کٹ جائیں سخت گناہ ہے نابالغ کو تراویح میں امام بنانا جائز نہیں حدیث و فقہ سے ایسا ہی ثابت ہے۔ ۴

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیّت قرار دیا جائے

اسلامی قوانین نافذ کیے جائیں ـــ کشمیری رہنماؤں کا مطالبہ

۱۰ ستمبر۔ آزاد کشمیر کے تاریخی شہر باغ میں کل آزاد جموں و کشمیر جمعیۃ طلبۃ اسلام کے زیر اہتمام یک روزہ کنونشن زیر صدارت میجر محمد ایوب خان ممبر قانون ساز اسمبلی آزاد کشمیر منعقد ہوا جس میں مولانا عبدالعزیز تھوراڑوی نے خطاب کیا۔ مولانا عبدالعزیز نے خطاب کرتے ہوئے لوگوں پر زور دیا کہ وہ اپنے روٹھے رب کو راضی کریں۔ ہم اپنے مالک کی بغاوت کر کے کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اس وقت جو عذاب سیلاب اور گرانی کی صورت میں نازل ہو رہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی وجہ سے ہے اور اس ناراضگی کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے مالک حقیقی کو چھوڑ کر اس کے بندوں کے آگے ہاتھ پھیلانے شروع کر دیے۔ جس کی وجہ سے آج یہ عذاب ہم پر مسلط ہو رہا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ آج ہر باطل فرقہ اس کوشش میں ہے کہ کس طرح مسلمانوں کو گمراہ کیا جائے مگر ہم لوگوں کو کچھ بھی اس کی پرواہ نہیں ہے۔ انہوں نے طلبہ کو مکمل تعاون کا یقین دلایا اور طلبہ پر زور دیا کہ وہ سب مل جل کر اسلام کی سربلندی اور ملک کی حفاظت کے لیے کام کریں۔

میجر محمد ایوب خان نے اپنی صدارتی تقریر میں اس قرارداد کے بارے میں جو انہوں نے اسمبلی آزاد کشمیر میں پاس کرائی ہے اس کی پوری وضاحت کی اور کہا کہ میں نے اپنا حق ادا کر دیا ہے اور اب بھی میں اس قرارداد کے بارے میں پوری کوشش کرتا ہوں کہ وہ قانونی شکل میں ملک میں نافذ ہو جائے۔ میں حضورؐ کی ختم نبوت کی خاطر اپنی کرسی کو چھوڑ سکتا ہوں مگر حضورؐ کی ختم نبوت پر کسی قسم کا داغ نہیں آنے دوں گا۔ انہوں نے طلبہ کو اس جد وجہد پر مبارک باد دی اور مکمل حمایت کا اعلان کیا۔

جلسے سے جمعیۃ طلبہ کے رہنما حق نواز آزاد صدر کل آزاد جموں و کشمیر جمعیۃ طلبہ اسلام محمد الطاف سیکرٹری کل آزاد جموں و کشمیر جمعیۃ طلبہ اسلام، محمد اسحاق ناظم اعلیٰ شاخ لاہور، خلیل الرحمٰن جائنٹ سیکرٹری شاخ پلندری، محمد ضمیر ڈگری کالج باغ، محمد یسین صدر شاخ ہجیرہ، محمد قاسم صدر شاخ پلندری، کمال الدین رہنما شاخ ہجیرہ، محمد آزاد صدر شاخ لاہور نے بھی خطاب کیا اور اپنی جمعیت کے اغراض و مقاصد پر مکمل روشنی ڈالی۔ آخر میں چند مندرجہ ذیل قرارداد پیش کی گئیں:۔

۱۔ یہ کنونشن حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ کم از کم اسلامی آئین کمیٹی کی مرتب کردہ سفارشات کو آئین کی صورت میں مزید تاخیر کے بغیر نافذ کرے۔

۲۔ مسئلۂ ختم نبوت کے احترام کے پیش نظر قادیانی مسلک کے بارے میں آزاد کشمیر اسمبلی کی منظور کردہ قرارداد کو فوراً عملی جامہ پہنایا جائے۔

۳۔ اسلامی اقدار و روایات کی بحالی کے لیے ایک اسلامی یونیورسٹی کے قیام کا مطالبہ کرتا ہے۔

جاری کردہ: شعبہ نشر و اشاعت

کل آزاد جموں و کشمیر جمعیۃ طلبہ اسلام

بقیہ: طبّی معلومات

محسوس کریں گے اور روزمرہ کی اس روحانی لذت سے بھی شاد کام ہو سکیں گے۔ جبکہ پاکستان کی غریب اکثریت کو سال بھر مفت میں میسر رہتی ہے۔ اس بھوک اور پیاس کا اندازہ کر سکیں گے جس کا ذائقہ انہوں نے اپنی دولت مندی اور خوشحالی کے سبب کبھی نہیں چکھا۔ اور وہ اپنے ایرکنڈیشنڈ بنگلوں اور کاروں میں زندگی بسر کرتے ہوئے یہی سمجھتے ہیں کہ پاکستان کے سب لوگ ہماری طرح عیش و عشرت اور لہو و لعب کی زندگی بسر کر رہے ہیں ؎

اس کو نہ ہوئیں ہضم، غذائیں تھیں مرغن
اور اس کو میسر نہ ہوا روٹی کا ٹکڑا
کس درجہ مساوات ہے دونوں کے عمل میں
مفلس بھی رہا بھوکا اور زردار بھی بھوکا

ماہِ مقدس

تحریر: محمود عارف لاہوری

میرے دوستو! تم نے مہینے اور بہت سے دیکھے ہوں گے، تمہاری نظروں میں کتنے ہی موسم گزرے ہوں گے۔

مگر سچ سچ بتانا!

جو کیفیتیں اور جو انوار تم اس "ماہِ مقدس" کے فرحت زا دنوں اور پُر انوار راتوں میں محسوس کرتے ہو کہیں تم نے اس کا عشر عشیر بھی دیکھا؟ اصل تو اصل رہی تم آفاق و سما کے تغیرات شبانہ روز میں اس کی نظیر اور اس کی مثل بھی بتلا سکتے ہو؟ تم نے باغ اور گلستان کو زیب و زینت بخشنے والی ہزاروں بہاریں دیکھی ہوں گی، مگر دل کی اُجڑی اور خزاں رسیدہ بستی کو سنوارنے والا بہار آفریں موسم اس سے بہتر تمہاری نظروں سے گزرا؟

نظر کو فریب دینے والے سینکڑوں مناظر تم نے دیکھے ہوں گے مگر روح کی بیقراری کو تسکین دینے والا فرحت بخش نظارہ تم نے اس سے اچھا کہیں دیکھا۔ تم نے گیارہ ماہ سیر ہو کر کھایا، سیراب ہو کر پیا، مگر سچ بتانا جو لذت تمہیں گنتی کے ان چند دنوں" میں بھوکے رہنے سے حاصل ہوئی! تشنہ لب رہ کر پائی وہ تم نے سیر ہو کر کھانے میں اور سیراب ہو کر پینے میں محسوس کی۔

ایک دوسرے پر فخر کرنے میں اور اپنے آپ کو بلند و بالا کرنے میں تم نے بہت سا وقت ضائع کیا ہوگا۔ مگر دوستو! جب تم بھوکے ہو کر، اور پیاسے ہو کر اظہارِ عجز، اور اعترافِ تقصیر کرتے ہو، تو اس سے زیادہ چاشنی اور اس سے بہتر مٹھاس سے تمہارے کام و دہن کبھی لذت یاب ہوئے؟

جو عقل کی آنکھ سے محروم ہو اور دل کی بصارت کھو چکا ہو۔ میں اس سے بات نہیں کرتا۔ میرا سوال تو اس شخص سے ہے جو فطرت سلیمہ اور ذوق صحیحہ کا مالک ہے۔ اور جو سفید کو سفید اور سیاہ کو سیاہ دیکھنے کا عادی ہے کہ وہ دل و نگاہ کے مشاہدے کی روشنی میں بتائے کہ

کیا اس نے ان دنوں میں اپنے دل کی کائنات میں کوئی تغیر محسوس کیا؟ اس کی روح کے عالم اضطراب میں اس ماہِ مقدس کی آمد آمد سے کوئی اطمینان اور سکون کی لہر اٹھی؟

اگر یہ سب کچھ درست اور یہ تمام داستان سچ ہے تو پھر تم کیوں یقین نہیں کر لیتے کہ اس مقدس مہینے میں رب العالمین اپنی رحمتِ خاصہ کے کرشمے دکھلاتا ہے۔ اس کارگہِ ہست و بود کا مالک ان دنوں اپنے خزانے لٹانے پر تُلا بیٹھا ہوتا ہے۔ خالق اپنی مخلوق کو نوازنا چاہتا ہے۔ مولا اپنے نافرمان اور معصیت پیشہ بندے کو ردائے مغفرت سے ڈھانپ دینے کا خواہش مند ہوتا ہے۔ وہ دیکھو مسجد نبوی کا خطیب پکار رہا ہے:-

لوگو! اس مہینہ کا اوّل حصہ رحمت، وسط مغفرت اور آخر— دوزخ سے رہائی اور خواستگاری کا ہے۔ او کما قال علی صاحبہا التحیۃ والسلام۔

یہ ایسی جلالتوں والا اور ایسی عظمتوں والا مہینہ ہے کہ اس میں کوئی پکارنے والا جو خلوص دل سے پکار رہا ہو، خالی ہاتھ نہیں گیا، کوئی مانگنے والا جو واقعی مانگنا چاہتا ہے محروم نہیں ہوا۔

عجیب، کتنی عجیب بات ہے کہ جو نہیں دیتے ہم ان سے مانگتے ہیں۔ ان کے دروازوں پر ذلتیں برداشت کرتے ہیں۔ مگر وہ جو کہ داتاؤں کا داتا، سخیوں کا سخی، ارض و سما کا بادشاہ ہے وہ خود اعلان کر رہا ہے، وہ خود پکار رہا ہے کہ میرے خزانے لوٹنے کے لیے آؤ!— اگر تم دوسروں کے سامنے شرم محسوس کرتے ہو تو اپنی خلوتوں کو اس کی یادوں کی کافوری شمعوں سے روشن کر لو۔

دوستو! کتنا یاس آگیں اور حسرت زا مرحلہ ہے کہ داورِ کائنات پکار رہا ہو کہ آؤ مجھ سے عزتیں لو، عظمتیں حاصل کرو۔ مرادیں مانگو، بتاؤ تمہیں کیا چاہیے۔ کائنات کے خزانے میرے پاس ہیں جو چاہتے ہو، مانگو۔ میں دے رہا ہوں۔ ہم اسے چھوڑ کر ان لوگوں سے عزت مانگتے ہیں جن کا اپنا کاسۂ گدائی خالی ہے۔ ان کی عظمت کا اعتراف کرتے ہیں جو بے مایہ ہیں۔ دوستو! آؤ سب مل کر یہ عہد کریں کہ اس کے سامنے جھکیں گے جو جھکنے والے کو رفعتیں بخشتا ہے۔ اس کے سامنے اعترافِ گناہ کریں گے جو اپنی رحمت کے سکون بخش پردوں میں چھپا لیتا ہے۔ اس سے مانگیں گے۔ جو مانگنے والے کو نہ صرف دیتا ہے بلکہ خوش ہوتا ہے اور نہ مانگنے والے پر ناراضی کا اظہار کرتا ہے۔

دوستو! آؤ، کائنات کی عظمتیں تمہارا انتظار کر رہی ہیں، خدائے جبّار کی رحمتیں تمہارے لیے چشم براہ ہیں۔ مخلوق کی قیادت کا مقام تمہاری آمد کا منتظر ہے۔

سوئے رہو گے! آخر کب تک؟ خوابِ غفلت میں سرمست! نابکے؟ آقا سے روٹھے رہو گے! آخر کیوں؟

بقیہ: احادیث الرسولؐ

ایک دیہاتی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر شہادت دی کہ میں نے رمضان شریف کا چاند دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تم لا الٰہ الا اللہ کی شہادت دیتے ہو۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ کیا تم محمد رسول اللہ کی شہادت بھی دیتے ہو۔ اس نے اس کا بھی اقرار کیا تو آپؐ نے فرمایا اے بلالؓ! اعلان کر دو کہ کل لوگ روزہ رکھیں۔

فائدہ اس حدیث پاک سے کئی مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اگر عام لوگ چاند نہ دیکھ لیں تو شہادت اور گواہی سے چاند کا ثبوت ہو سکتا ہے۔ آج کل لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ کیا سارا شہر اندھا تھا صرف دو ایک آدمیوں نے چاند دیکھ لیا حالانکہ یہ اعتراض صحیح نہیں ہے کیونکہ شہادت کی ضرورت ہی اس وقت ہوتی ہے۔ جب رویت عام نہ ہو۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رمضان شریف کے چاند کے لیے ایک آدمی کی خبر بھی کافی ہو سکتی ہے۔ اگر وہ کہیں باہر سے آیا ہو، اونچی جگہ پر ہو اور نیک مسلمان ہو یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر بظاہر اس کے فاسق فاجر ہونے کا کوئی شبہ نہ ہو تو خواہ مخواہ شبہ کرنے اور زیادہ کریدنے کی خاص ضرورت نہیں۔ یہ یاد رکھو کہ عید کے چاند کے لیے ایک آدمی کی خبر کافی نہیں ہے اس کے لیے پوری شہادت کی ضرورت ہے۔

سحری کھانا

عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسحروا فان فی السحور برکۃ۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ سحری کھا لیا کرو اس لیے کہ سحری کھانے میں برکت ہے۔

فائدہ چند لقمے کھا لیے جائیں یا صرف دودھ پی لیا جائے اس سے بھی سحری کھانے کی سنت ادا ہو جائے گی۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۰۴۷

رئیس ادارہ
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبید اللہ انور

ایڈیٹر
مجاہد الحسینی

ہفت روزہ خدام الدین لاہور پاکستان

• دینی قدروں کا علمبردار
• باطل کے خلاف مصروفِ جہاد
• پاکستان کا عظیم مذہبی جریدہ

بانی
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح ان لوگوں پر فرض کیے گئے تھے جو تم سے پہلے تھے

نقشہ اوقاتِ سحری و افطار رمضان المبارک

۱۳۹۳ھ ۔ ۱۹۷۳ء

برائے شہر لاہور و مضافات

مطابق محکمہ موسمیات حکومت پاکستان

مرتب کردہ: مولوی فقیر محمد صدر انجمن اصلاح نوجوانانِ اسلام بخاری چوک، ۵۶۰ ڈی ٹائپ کالونی، لائلپور۔

ایام	تاریخ رمضان المبارک	تاریخ شمسی	ختم سحری منٹ	ختم سحری گھنٹہ	وقت افطاری منٹ	وقت افطاری گھنٹہ
ہفتہ	۱	۲۹ ستمبر	۳۱	۴	۵۴	۵
اتوار	۲	۳۰	۳۲	۴	۵۲	۵
پیر	۳	یکم اکتوبر	۳۲	۴	۵۱	۵
منگل	۴	۲	۳۳	۴	۵۰	۵
بدھ	۵	۳	۳۴	۴	۴۹	۵
جمعرات	۶	۴	۳۵	۴	۴۷	۵
جمعہ	۷	۵	۳۶	۴	۴۶	۵
ہفتہ	۸	۶	۳۶	۴	۴۵	۵
اتوار	۹	۷	۳۷	۴	۴۴	۵
پیر	۱۰	۸	۳۸	۴	۴۳	۵
منگل	۱۱	۹	۳۸	۴	۴۱	۵
بدھ	۱۲	۱۰	۳۹	۴	۳۹	۵
جمعرات	۱۳	۱۱	۴۰	۴	۳۸	۵
جمعہ	۱۴	۱۲	۴۰	۴	۳۷	۵
ہفتہ	۱۵	۱۳	۴۱	۴	۳۵	۵
اتوار	۱۶	۱۴	۴۲	۴	۳۴	۵
پیر	۱۷	۱۵	۴۲	۴	۳۳	۵
منگل	۱۸	۱۶	۴۳	۴	۳۲	۵
بدھ	۱۹	۱۷	۴۳	۴	۳۲	۵
جمعرات	۲۰	۱۸	۴۴	۴	۳۱	۵
جمعہ	۲۱	۱۹	۴۵	۴	۲۹	۵
ہفتہ	۲۲	۲۰	۴۶	۴	۲۸	۵
اتوار	۲۳	۲۱	۴۷	۴	۲۷	۵
پیر	۲۴	۲۲	۴۷	۴	۲۶	۵
منگل	۲۵	۲۳	۴۸	۴	۲۵	۵
بدھ	۲۶	۲۴	۴۸	۴	۲۴	۵
جمعرات	۲۷	۲۵	۴۹	۴	۲۳	۵
جمعہ	۲۸	۲۶	۵۰	۴	۲۲	۵
ہفتہ	۲۹	۲۷	۵۰	۴	۲۱	۵
اتوار	۳۰	۲۸	۵۰	۴	۲۰	۵

شوال کے روزے

ایام	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	صبح صادق منٹ	صبح صادق گھنٹہ	افطاری منٹ	افطاری گھنٹہ
اتوار	۲۸ اکتوبر	یکم شوال	عید الفطر			
پیر	۲۹	۲	۵۵	۴	۱۹	۵
منگل	۳۰	۳	۵۵	۴	۱۸	۵
بدھ	۳۱	۴	۵۶	۴	۱۷	۵
جمعرات	یکم نومبر	۵	۵۷	۴	۱۷	۵
جمعہ	۲	۶	۵۸	۴	۱۶	۵
ہفتہ	۳	۷	۵۸	۴	۱۵	۵
〃	〃	〃	〃	〃	〃	〃

مرتب: غلام قادر اظہر، شیرانوالہ دروازہ لاہور